کنز المدارس بورڈ کے ۸۰ فیصد نصاب کے عین مطابق

اصول الشاشی

سوالا/جوابا

پیشکش و ترتیب

مدرس: مولانا ممتاز علی مدنی

جامعۃ المدینہ فیضان قطب مدینہ (نیو کراچی)

تحریر

محمد حماد حسین

Date

نظام الدین شاشی ؒ

نظام الدین شاشی صاحب اصول الشاشی کے نام سے معروف ہیں اپنے زمانے کے فقہ حنفی کے امام تھے۔ فقہ و اصول میں فرید العصر وحید الدہر تھے۔

نام:-

نظام الدین ابو علی احمد بن محمد بن اسحاق الشاشی۔

ولادت

نظام الدین شاشی ماوراء النہر کے علاقے شاش میں پیدا ہوئے جو سیحون کے قریب ہے یہاں وہ قاضی بھی رہے۔

وفات

امام شاشی نے 344ھ 937ء میں مصر میں وفات پائی۔

تصنیف

فقہ اور اصول فقہ میں فرید العصر ہیں اصول فقہ میں مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اس کا نام خمیس رکھا کیونکہ جب تصنیف کی اس وقت ان کی عمر ۵۰ سال تھی۔ یہ کتاب ایسی مقبول ہوئی کہ تدریس کی کتابوں میں شامل ہوئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصول فقہ:

اصول فقہ کی دو تعریفیں ہیں۔

(1) حد اضافی (2) حد لقبی۔

حد اضافی:

مضاف اور مضاف الیہ کی الگ الگ تعریف کی جائے یعنی اصول کی الگ اور فقہ کی الگ۔

حد لقبی:

مضاف اور مضاف الیہ کے مجموعے کی ایک ہی تعریف کی جائے۔

اصول کی تعریف:

اصول اصل کی جمع ہے اصل کے معنی ہیں۔ ما یبنی علیہ غیرہ: یعنی جس پر کوئی دوسری چیز موقوف ہو
اصطلاح میں اصل کئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی قاعدہ کے معنی میں

فقہ کی تعریف:

فقہ کے لغوی معنی سمجھ بوجھ کے ہیں۔
اصطلاح میں فقہ اس ملکہ کو کہتے ہیں، کہ جس سے احکام شرعیہ کا علم حاصل ہو۔

Date

اصول فقہ کی حد لقبی ؟

ایسے قواعد کے علم کو اصول فقہ کہتے ہیں۔ جن قواعد کے ذریعے سے احکام شرعیہ کے استنباط استخراج میں مدد ملتی ہو یعنی جن قواعد کے ذریعے احکام شرعیہ کا علم ہوتا ہے ان قواعد کے جاننے کا نام اصول فقہ ہے

اصولِ فقہ کا موضوع ؟

اصولِ فقہ کا موضوع ادلہ اربعہ یعنی کتاب اللہ سنت رسول اجماع امت قیاس ہے۔

اصول فقہ کی غرض ؟

احکام شرعیہ کو ادلہ تفصیلیہ کے ساتھ جاننا اور مسائل کے استنباط کے قواعد کو معلوم کرنا۔

6/5/23 ماشاءاللہ

اصول الشاشی کے سوال/جواب

س ۱: اصول فقہ کتنے ہیں؟

ج: اصول فقہ چار (4) ہیں۔

س ۲: اصولِ فقہ بیان کریں؟

ج: کتاب اللہ ، سنت رسول ، اجماعِ امت ، قیاس

س ۳: خاص کی تعریف بیان کریں؟

ج: ایسا لفظ جسکو معنی معلوم کے لیے یا شخص معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہو جیسے تخصیص فرد میں زید ہے۔

س ۴: عام کی تعریف بیان کریں؟

ج: ہر وہ لفظ جو فرد کی ایک جماعت کو شامل لفظی طور پر یا معنوی طور پر

لفظی مثال: مسلمون ، مشرکون۔

معنوی مثال: من ، ما۔

Date ____

خاص کا حکم :-

کتاب کے خاص کا حکم ہے اس پر عمل کرنا یقینی طور پر واجب ہے پس اگر اس میں کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس ہو تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کئے بغیر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ کتاب اللہ کے خاص پر عمل کیا جائے گا۔ اور جو اس کے مقابلے میں ہے اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

خاص کی مثال :-

یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔

اس آیت میں لفظ ثلاثہ خاص ہے۔

لفظ قروء مشترک ہے دو معنی میں ۔ ۱) حیض مؤنث ۲) طہر مذکر

امام اعظم کے نزدیک :-

امام اعظم کے نزدیک قروء سے مراد حیض ہے۔

امام شافعی کے نزدیک

قروء سے مراد طہر ہے۔

امام شافعی کی دلیل :-

نحوی قاعدہ ۔ تین سے دس تک کے اعداد کی تمییز خلافِ قیاس آتی ہے۔ یعنی اگر عدد مؤنث ہے تو معدود مذکر ہوگا۔

احناف کی جانب سے امام شافعی کی دلیل کا رد اور احناف کی دلیل۔

دلیل :-

اگر قروء سے مراد طہر لیتے ہیں تو کتاب اللہ کے خاص ثلاثہ پر عمل نہیں ہو گا۔ اور اس پر عمل کرنا واجب ہے

امام شافعی کی دلیل کا رد:

قروء سے مراد حیض لیتے ہے نحوی قاعدہ یعنی اسم عدد کے قاعدے کی مخالفت بھی لازم نہیں آتی کیونکہ ظاہری لفظ کے اعتبار سے قروء مذکر ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ اسم عدد مؤنث لایا گیا۔

فَيَتَخَرَّجُ على هذا الاختلاف:

یہاں سے مصنف فرماتے ہیں۔ کہ مطلقہ کی عدت احناف کے نزدیک تین حیض ہے شوافع کے نزدیک تین طہر ہے۔ اسی اختلاف پر ایسے مسائل کا استنباط اور استخراج کیا جائے گا۔ جس میں احناف اور شوافع کا اختلاف ظاہر ہے۔ سات مسائل کی تخریج

01. حق رجعت ثابت ہونے کا حکم ہے تیسرے حیض میں عندنا۔
02. (احناف کے نزدیک) اور حق رجعت کا زائل ہونے کا حکم دیا ہے۔ تیسرے حیض میں۔ عندہ (شوافع کے نزدیک)۔
02. تیسرے حیض میں دوسرے شوہر کے ساتھ مطلقہ کے نکاح کے صحیح ہونے کا عندہ لا عندنا۔
03. تیسرے حیض میں مکان عدت میں محبوس ہونے کا حکم عندنا لا عندہ۔
04. مسکنی اور نفقہ ملنے کا حکم اور خلع کرنے کا اور طلاق دینے کا اختیار باقی رہنے کا حکم عندنا لا عندہ۔
05. مطلقہ کی بہن کے ساتھ شوہر کے نکاح کے جائز ہونے کا حکم عندہ لا عندنا
06. اس مطلقہ کے علاوہ چاروں عورتوں کے نکاح کے جائز ہونے کا حکم عندہ لا عندنا۔
07. اس مطلقہ کے لیے میراث کا ثابت ہونے کا حکم عندنا لا عندہ۔

Date

خاص کی دوسری مثال :- قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

اس آیت میں لفظ فرضنا مقدار شرعی میں خاص ہے۔ یعنی مہر مقرر کرنے میں یہی ہمارا موقف ہے۔ اور ہمارے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک :-

نکاح عقدِ مالی ہے۔ اور فرماتے ہیں مہر شرعاً مقرر نہیں ہے۔ بلکہ زوجین کی رائے پر موقوف ہے۔

دلیل :-

مہر معقود علیہ یعنی جس چیز پر عقد واقع ہوا ہے۔ اس کا بدل ہے جس طرح عقود مالیہ میں عاقدین جس قیمت پر راضی ہو جائیں وہی معقود علیہ کا بدل ہوتی ہے۔ اس طرح زوجین جس مقدار پر راضی ہو جائے۔ وہی مہر ہوگا۔

احناف کی دلیل :-

فرضنا یعنی مہر مقرر کرنا اس کی اضافت اللہ کی جانب ہے۔ یہ آیت تعیین مقدار میں مجمل ہے۔ اور اس کی تفسیر بیان حدیث میں موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔

وَتَتَفَرَّعُ عَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ الخ۔۔۔۔

امام شافعی نے اس اصل پر کہ نکاح ایک عقد مالی اور عقد معاوضہ ہے۔ اس میں عبادت کا معنی نہیں ہے چند مسائل متفرع (یعنی نکالے) ہے۔

01. خلوت اختیار کر کے نفلی عبادت کرنا نکاح میں مشغول ہونے سے افضل ہے عندہ لا عندنا۔

02. اور طلاق کے ذریعے نکاح کے باطل قرار دینے کو مباح قرار دیا ہے جس طرح میاں چاہے اکٹھے ایک ساتھ طلاق دیکر یا الگ الگ طلاق دیکر عندہ لا عندنا۔

03. ایک ہی لفظ سے تین طلاق دینے کو مباح قرار دیا ہے عندہ لا عندنا۔
04. خلع کے ذریعے عقد نکاح کو قابل فسخ قرار دیا ہے۔ عندہ لا عندنا۔

خاص کی تیسری مثال :-

حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ

اس آیت میں تنکح عورت کی جانب سے وجود نکاح میں خاص ہے۔ عاقلہ بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک :- عاقلہ بالغہ خود نکاح کر سکتی ہے۔
شوافع کے نزدیک :- نہیں کر سکتی۔

دلیل شوافع کی :-

حدیث مروی ہے "اَیُّمَا امْرَأَۃٍ نَکَحَتْ نَفْسَہَا بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّہَا فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ"

رد شوافع :-

مذکورہ حدیث خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد کے ذریعے کتاب اللہ کے خاص کی تبدیلی نہیں کیا جا سکتا۔

رد شوافع :-

اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے۔ کہ راوی اگر اپنی مروی روایت کے بعد اس کے خلاف عمل کرے۔ تو وہ قابل حجیت ودلیل نہیں رہتی۔

وَیَتَفَرَّعُ مِنْہُ الْخِلَافُ اِلَخ ....۔

شوافع اور احناف کے اس اختلاف پر چند مسائل متفرع ہوئے ہیں۔

01. وطی کا حلال ہونا عندنا لا عندہ
02. مہر اور نفقہ خرچہ اور سکنٰی رہائش کا لازم ہونا عندنا لا عندہ۔
03. طلاق کا واقع ہونا عندنا لا عندہ۔
04. تین طلاق کے بعد بغیر حلالے کے نکاح کا صحیح ہونا عندہ لا عندنا۔

Date

عام کی دو قسمیں ہیں:-

1- عام خص عنہ البعض (عام مخصوص)

وہ عام جس سے بعض افراد کی تخصیص کی گئی ہو۔

2- عام الذی لم یخص عنہ شئی۔

وہ عام جس سے کسی چیز کی تخصیص نہ کی گئی ہو۔

عام غیر مخصوص کا حکم:-

عمل کے لازم ہونے کے حق میں خاص کے قائم مقام ہے

عام غیر مخصوص کی مثال:-

والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاءً

بما کسبا نکالا الخ....

ترجمہ:-

جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر

ان کے عمل کے بدلے ان کے ہاتھ کاٹ دو۔

اس کی چند صورتیں ہونگی:-

مال مسروق اگر چور کے پاس موجود ہے تو اس

صورت میں بالاتفاق قطع ید کے ساتھ وہ مال بھی اس سے واپس لیا جائے گا

یا مال مسروق چور کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں۔

امام شافعی کے نزدیک:-

قطع ید کے علاوہ چور سے مال مسروق کا تاوان بھی

لیا جائے گا۔

دلیل:-

امام شافعی اس کو مال مغصوب پر قیاس کرتے ہیں جس طرح

غاصب سے ہلاک شدہ مال تاوان لیا جاتا ہے۔ اسی طرح مال مسروق کا تاوان

بھی لیا جائے گا۔

احناف کے نزدیک :-

اس کی سزا قطع ید ہے اس سے مال مسروق کا تاوان نہیں لیا جائے گا۔

احناف کی دلیل :-

یہ ہے کہ اللہ نے چور کی سزا کو بیان کیا جزاءً بما کسبا اس میں کلمہ ما ہے جو چور کے ہر اس فعل کو شامل ہے جو سرقہ میں اس سے پایا گیا ہے۔

امام شافعی کی دلیل کا رد :-

قطع ید کے ساتھ تاوان کو لازم قرار دیا جائے تو سزا قطع ید اور تاوان کا مجموعہ قرار پائے گی۔ اسی طرح کتاب کے حکم پر زیادتی لازم ہوئے گی۔ اور قیاس کے ذریعے کتاب اللہ کے حکم پر زیادتی جائز نہیں ہے۔

عام غیر مخصوص کی دوسری مثال :-

فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔

شوافع کا موقف :-

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بغیر نماز نہیں ہو گی۔

احناف کا موقف :-

نماز میں مطلق قراءت فرض ہے۔

شوافع کی دلیل :-

حضور کا فرمان ہے "لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب"

احناف کی دلیل :-

فاقرءوا ما تیسر من القرآن۔

اس آیت میں واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی کسی جگہ سے کچھ آیت کی تلاوت کر لینے سے نماز ہو جاتی ہے۔

شوافع حضرات کی دلیل کا جواب:-

یہ حدیث نفی کمال پر محمول ہے۔ یعنی فاتحہ کے بغیر

شوافع حضرات کا دوسرا جواب:-

یہ حدیث خبر واحد ہے۔ اور خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید پر عمل کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

عام غیر مخصوص کی تیسری مثال:-

ولا تاکلوا مما لم یذکر سم اللہ علیہ۔

* متروک التسمیہ سے مراد: (۶)
یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو

* اس کی دو صورتیں ہیں (B)

01) متروک تسمیہ عامداً۔ 02)۔ متروک تسمیہ ناسیاً۔

اور اللہ کا فرمان ولا تاکلوا مما لم یذکر سم اللہ علیہ۔

* متروک تسمیہ کے دونوں افراد کو شامل ہے۔ مگر حدیث پاک رفع عن امتی الخطا والنسیان۔ کی وجہ سے متروک تسمیہ ناسیا اس عموم حکم سے خارج ہے۔ لہٰذا متروک تسمیہ کا کھانا جائز ہے۔

* اگر خبر واحد ملوں فان تسمیۃ اللہ فی قلب کل امرء مسلم کی وجہ سے متروک تسمیہ کا کھانا بھی جائز ہو تو کتاب اللہ کا نسخ لازم آئے گا۔

* اور یہ بات درست نہیں اس وجہ سے خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا اور اللہ کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا۔

عام غیر مخصوص کی چوتھی مثال:-

وامھاتکم التی ارضعنکم

* یہ آیت اپنی عموم کی وجہ سے مرضعۃ کے نکاح کی حرمت کا تقاضہ کرتی ہے

حرمتِ رضاعت کا اختلاف:-

شوافع حضرات کے نزدیک:-

ایک یا دو گھونٹ پلانے سے حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی

احناف کے نزدیک:-

تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے کا حکم برابر ہے۔ یعنی اس سے حرامتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

شوافع کی دلیل:-

حضور کا فرمان:- لا تحرم المصۃ والمصتان ولا الملاجۃ ولا الملاجتان۔

احناف کی دلیل:-

اللہ تعالیٰ کا فرمان وامھاتکم اللاتی ارضعنکم میں کسی مخصوص مقدار کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا تھوڑا یا زیادہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

اس کا جواب ہے کہ وہ حدیث خبرِ واحد ہے۔ اور خبرِ واحد قرآن کے عموم کو تبدیل نہیں کر سکتی نیز تطبیق کی بھی کوئی صورت ممکن نہیں لہٰذا خبرِ واحد کو چھوڑ دیں گے۔ اور قرآن پر عمل کریں گے۔

عام خص عنہ البعض (عام مخصوص) کا حکم:-

تخصیص کے بعد باقی افراد پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ مزید تخصیص کا احتمال باقی رہے گا۔

- جب باقی افراد کی تخصیص پر کوئی دلیل قائم ہو جائے تو خبرِ واحد اور قیاس سے ان کی تخصیص جائز ہے۔ البتہ جب عام کے تحت تین افراد رہ جائیں تو مزید تخصیص نہ ہوگی کیونکہ یہ نسخ قرار پائے گی جو خبرِ واحد اور قیاس کے ساتھ جائز نہیں۔

Date ______

س: عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال باقی کیوں رہتا ہے۔

ج: عام مخصوص البعض میں تخصیص کا احتمال اس لیے باقی رہتا ہے کہ اگر مخصص نے مجہول افراد کو نکالا ہوگا تو پھر ہر فرد کے اندر احتمال آجاتا ہے کہ وہ عام میں داخل ہو یا خارج۔
اگر مخصص نے معلوم افراد کو نکالا ہوگا تو ہو سکتا ہے وہ کسی علت کے ساتھ معلوم ہو اور یہی علت کسی دوسرے فرد میں پائی جائے اور وہ بھی نکل جائے۔

نوٹ: لہٰذا تخصیص معلوم ہو یا مجہول دونوں صورتوں میں احتمال باقی رہے گا

احسن
ماشاءاللہ [illegible]

فصل : فی المطلق والمقید

مطلق کی تعریف :

والمطلق ما لفظ یدل علی الذات من غیر ان یلاحظہ فیہ الوصف :

مطلق ہر وہ لفظ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے اور اس میں کسی لفظ کا لحاظ نہ کیا گیا ہو۔

مقید کی تعریف :

المقید ما لفظ یدل علی الذات مع ملاحظۃ الوصف فیہ۔

مقید ہر وہ لفظ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے۔ جس میں کسی نہ کسی وصف کا لحاظ کیا گیا ہو۔

احناف کے نزدیک مطلق کا حکم :

کتاب اللہ کا مطلق خاص کی طرح قطعی ہے جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا یقینی ہو تو اس وقت تک خبر واحد یا قیاس کی وجہ سے مطلق پر زیادتی کرنا جائز نہیں۔

سوال : کیوں جائز نہیں ؟

جواب : کیونکہ کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کرنا نسخ ہے۔ اور نسخ کے لیے اصول یہ ہے کہ دلیل ناسخ کا منسوخ سے قوی یا ہونا شرط ہے۔ جب خبر واحد اور قیاس دونوں ہیں

شوافع کے نزدیک مطلق کا حکم :

کتاب اللہ کا مطلق عام کی طرح ظنی ہے۔ لہٰذا مطلق کو خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز ہے کیونکہ ظنی سے ظنی پر زیادتی جائز ہے۔ لہٰذا مطلق کو خبر واحد یا قیاس سے مقید کرنا جائز ہے۔

Date

مطلق کی مثال:-

فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ؛

اِس آیت میں مامور بہ (یعنی جو کام کرنے کا حکم دیا گیا ہو) وہ مطلق دھونا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک:-

نیت اور ترتیب وضو میں شرط ہے۔

نیت کے فرضیت/شرطیت پر دلیل:-

انما الاعمال بالنیات الخ....

ترتیب کی فرضیت/شرطیت پر دلیل:-

ھٰذا الوضوءُ لا یَقبلُ اللّٰہُ الصلاۃَ إلّا بہ۔

امام مالک نزدیک:-

موالات یعنی پے در پے وضو میں اعضاء شرط ہے۔

دلیل:-

امرہُ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً صَلّٰی وفی قَدَمِہٖ۔

ظواہر کے نزدیک:-

بسم اللہ شریف وضو میں شرط ہے

دلیل:-

لا وضوء لمن یذکر سم اللہ علیہ۔

احناف کا مؤقف:-

وضو میں اعضاء ثلاثہ کا دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

دلیل:- فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ؛

اس آیت میں مطلق دھونا ہے۔ ان حضرات کا رد اور جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر اس کے اطلاق کے ساتھ عمل کرنا ممکن ہو تو خبر واحد اور قیاس سے اس پر زیادتی جائز نہیں ہے لہٰذا حدیث کی وجہ سے وضو میں نیت، ترتیب تسلسل اور بسم اللہ کی شرط کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

Date

تطبیق :-

لہٰذا کہا جائے گا کتاب اللہ کے حکم سے مطلق دھونا فرض اور حدیث پاک کے حکم سے نیت ترتیب وغیرہ نیت ہے

مطلق کی دوسری مثال :-

الزانیہ والزاني فاجلدوا کل واحد منھما مئة جلدة۔

حد زنا میں آئمہ کرام کا اختلاف :-

نفسِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر غیر شادی شدہ مرد عورت زنا کریں تو کیا ان کی حد فقط سو کوڑے ہیں یا کوڑوں کے ساتھ ایک سال کی جلا وطنی بھی ہے۔

احناف کا مؤقف :-

حد زنا فقط سو کوڑے ہیں

شوافع کا مؤقف :-

حد زنا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی بھی ہے۔

شوافع کی دلیل :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر شادی شدہ مرد عورت کی حد زنا بیان کرتے ہوئے فرمایا :

البکر بالبکر جلد مئة وتغریب عام۔

احناف کی دلیل :-

قرآن کی آیت : الزانیة والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مئة جلدة۔

ترجمہ :-

مرد و عورت زنا کریں ہیں ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اس آیت میں استدلال اس طرح ہے۔ کہ الزانیة اور الزانی پر الف لام جنس کا ہے۔ جس سے مرد غیر شادی شدہ ہے اور قرآن نے غیر شادی شدہ کی حد زنا سو کوڑے بیان کی ہے۔

Date

نوٹ :-

لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئے لہٰذا کوڑے مارنا یہ حد شرعی ہوگا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے اور جلا وطنی حدیث کے حکم کی وجہ سے سیاسی معاملات کے طور پر مشروع ہوگی۔

مطلق کی تیسری مثال :-

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۔

یہ آیت طواف کعبہ کے حکم میں مطلق ہے۔

ہمارے احناف نے فرمایا۔ جب تک کتاب اللہ کے مطلق پر عمل کرنا ممکن ہو اس کے مطلق ہونے کی بناء پر خبر واحد یا قیاس کی وجہ سے تبدیلی کرنا جائز نہیں۔

طواف زیارت میں وضو شرط ہے یا نہیں :-

اس میں دو ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ

امام شافعی کا موقف :-

طواف زیارت میں وضو شرط ہے۔

دلیل :-

الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ ۔

امام اعظم کا موقف :-

طواف زیارت میں وضو شرط نہیں ہے۔

دلیل :-

اللہ کا فرمان ہے۔ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۔

اس آیت سے استدلال اس طرح کیا کہ آیت ولیطوفوا مطلق ہے۔ جو خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانے پر دلالت کرتا ہے اس میں وضوء اور عدم وضو کی قید نہیں ہے

نوٹ:- آیت اور خبر میں:
لہٰذا ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے کہ کتاب اللہ کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ آئے تو لہٰذا مطلق طواف کرنا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے فرض ہوگا اور طواف میں وضو واجب ہوگا حدیث کے حکم کی وجہ سے۔

مطلق کی چوتھی مثال:-

والرکعو مع الرکعین

یہ آیت رکوع کے ذکر میں مطلق ہے۔

تعدیل ارکان کی رکنیت میں آئمہ کا اختلاف:-

امام شافعی اور امام یوسف کا مؤقف:-

تعدیل ارکان فرض ہے۔

دلیل:-

قم تصل فانک لم تصل

طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد کا مؤقف:-

تعدیل ارکان فرض نہیں ہے۔

دلیل:-

ورکعوا مع الرکعین

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ ورکعوا میں مطلق رکوع کا حکم ہے اور رکوع خاص معنی پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور حالت قیام سے جھکنا ہے۔ لہٰذا الکتاب اللہ کے مطلق پر تعدیل ارکان کی قید بڑھا کر مقید کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مطلق کو مقید کرنا نسخ ہے۔ اور نسخ خبر واحد سے جائز نہیں۔

نوٹ:- نطبق آیت اور خبر واحد کے درمیان ہم حدیث پر اس طرح عمل کریں گے۔ کہ قرآن پاک کے حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو لہٰذا کتاب اللہ کے حکم کی وجہ سے مطلق رکوع فرض ہوگا۔ اور خبر واحد / حدیث کی وجہ سے تعدیل واجب ہوگی۔

Date

وعلی ہذا :-

یعنی اس ضابطہ پر کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا رہتا ہے۔
مذکورہ ضابطہ پر ہم کہتے ہیں۔ "ماء زعفران" اور ہر اس پانی کے ساتھ جس میں کوئی مائع چیز مل گئی ہو اور اس نے پانی کا کوئی وصف تبدیل کیا اس سے وضو جائز ہے۔

دلیل : علت

کیونکہ یہ "ماء زعفران" مطلق پانی ہے۔ اس پانی کی کسی چیز کی طرف اضافت نے اس ماء زعفران "سے پانی کے نام کو ختم نہیں کیا۔ بلکہ پختہ کر دیا لہذا "ماء زعفران" مطلق پانی کے حکم میں ہوگا۔

نوٹ :-

یہ شرط لگانا کہ جس طرح آسمان سے پانی اترا تھا اس طرح باقی رہے۔
یہ مطلق کو مقید کرنا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

اعتراض :-

ماء نجس (ناپاک پانی) بھی ماء مطلق ہے یعنی مطلق پانی تو اس سے بھی وضو جائز ہونا چاہیے جس طرح "ماء زعفران" سے جائز ہے۔

جواب :-

مقصود وضو سے طہارت ہے۔ اور نجس طہارت کا فائدہ نہیں ہوتا۔

اللہ کا فرمان :-

والذین یظھرون من نسائھم الخ......

اللہ کا فرمان :-

فاطعام ستین مسکین۔

مظاہر کی تعریف :-

وہ شخص ہے۔ جس نے اپنی بیوی کو محرمات ابدیہ (جنس سے نفی کے لا کے معنی حرام) میں کسی کے ایسے عضو سے تشبیہ دے گا کہ جس کا دیکھنا مظاہر (ظاہر کرنے والے) پر حرام ہو۔ جیسے یوں کہا انت الی کظھر امی۔

(12)

ظہار کے کفارے تین طرح کے ہیں:-

1) غلام آزاد کرنا
02) غلام میسر نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا۔
03) اگر ان دونوں میں سے کسی قسم پر بھی قادر نہ ہو تو ساٹھ (60) مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

"فاطعام ستین مسکین"

(13)

امام شافعی کے نزدیک:-

کھانا کھلانے کے کفارے میں من قبل ان یتماسا کی قید ملحوظ ہوگی۔

دلیل:-

ان کی دلیل قیاس ہے کہ انہوں نے کفارہ طعام کو کفارہ صوم پر قیاس کیا ہے۔

امام اعظم کے نزدیک:-

کھانا کھلانے کے کفارے میں من قبل ان یتماسا کی قید ملحوظ نہیں ہوگی۔

دلیل:-

ان کی دلیل کفارے ظہار والی آیت ہے۔ جس میں کفارہ طعام کو مطلق رکھا گیا ہے۔

فمن لم یستطیع فاطعام:-

کھانا کھلانے کے حق میں یہ آیت مطلق ہے۔ من قبل ان یتماسا (قبل جماع) کی قید سے مقید نہیں ہے۔

Date ______

نقضي

اعتراض اوّل :-

کتاب اللہ مسح راس کے بارے میں مطلق ہے۔ اور تم نے اس کو مقدار ناصیہ (چوتھائی سر کا مسح) کے ساتھ مقید کر دیا خبر واحد کی وجہ سے۔

نقضي :-

کتاب اللہ مطلق ہے۔ حرمۃ غلیظہ کے ختم کرنے میں نکاح کے ذریعے اور تم نے اس کو رفاعہ کی بیوی والی حدیث کی وجہ سے قول کے ساتھ مقید کر دیا۔

نقضي اوّل کا جواب :-

کتاب اللہ کے بارے میں مطلق نہیں ہے۔ بلکہ مجمل ہے۔ اور اس کی تفسیر مسح حدیث مغیرہ بن شعبہ والی حدیث نے کر دی۔

نقضي ثانی کا جواب :-

نکاح آیت کا نص (آیت) حتی تنکح زوجاً غیرہ کو وطی پر محمول کیا گیا ہے۔

نکاح کی دو قسمیں ہیں

- حقیقی معنی وطی
- مجازی معنی عقد۔

آیت میں نکاح کا حقیقی معنی مراد ہے۔

ماشاء اللہ

ممتاز علی

Date

نقض ثانی کا جواب:-

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوی کی قید حدیث کی وجہ سے ہے،
مگر وہ حدیث مشہور ہے۔ اور خبر مشہور سے متعلق کو قید کیا جائے
لہذا کتاب اللہ کی خبر واحد سے تقید لازم نہ آئی۔

"فصل: فی المشترک والمقید"

مشترک کی تعریف:-

"المشترکُ مَا وُضِعَ لِمَعْنَیَیْنِ مختلفین اَوْلِمعانٍ
مختلفة الحقائِقِ"

ترجمہ:-

مشترک وہ لفظ ہے جو دو مختلف معنوں یا چند مختلفة الحقائق
معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔
جیسے جاریۃ یہ مشترک ہے۔ اور یہ باندی اور کشتی دونوں
معنی کو شامل ہے۔

مشترک کا حکم:-

"حُکْمُ المشترکِ انَّہُ اِذَا تَعَیَّنَ الوَاحِدُ مُرَادًا بِہٖ
سقطَ اعتبار ارادۃِ بغیرہٖ"
مشترک کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا ایک معنی مراد ہو کر متعین
ہو جائے۔ تو اس کے غیر کی ارادہ کا اعتبار ساقط ہو جائے گا۔

امام مالک امام شافعی کے نزدیک مشترک کا حکم:-

یہ ہے کہ ایک وقت میں متعدد معنی مراد لیے جا سکتے
ہیں۔ بشرطیکہ ان معانی کے درمیان تضاد نہ ہوں۔

عموم مشترک سے مراد:-

یہ ہے کہ مشترک کے دونوں معانی مراد لیے
جائیں۔

Date

مؤول کی تعریف:-

جب مشترک کے معانی میں سے کوئی ایک معنی غالب رائے سے راجح ہو جائے تو وہ مؤول کہلائے گا۔

مؤول کا حکم:-

(۱۴) "وجوب العمل بہ مع احتمال الخطاء"

مؤول پر عمل کرنا واجب ہے۔ خطاؤں کے احتمال کے ساتھ۔

مؤول کی مثال

(۱۵) لفظ قروءٍ کو حیض پر محمول کرنا۔

فصل: فی الحقیقۃ والمجاز

حقیقت کی تعریف:-

کلّ لفظ وضعہ واضع اللُّغۃ بإزاء۔

ہروہ لفظ ہے جس کو واضع لغت نے کسی شے کے مقابلے میں وضع کیا تو وہ لفظ حقیقت ہے۔

مجاز کی تعریف:-

"لو استعمل فی غیرہ مجازًا"

اگر لفظ کو غیر ماوضع لہ میں استعمال کیا جائے تو وہ مجاز کہلاتا ہے۔

نوٹ:-

قولہ: ثم الحقیقۃ مع المجاز الخ......

حقیقت اور مجاز کی تعریف کرنے کے بعد (ثم الحقیقۃ) حقیقت اور مجاز کا حکم بیان کرنا مقصود ہے۔

حقیقت اور مجاز کے حکم میں دو مذہب ہے۔

مذہب احناف:-

یہ ہے کہ ایک لفظ سے ایک ہی حالت میں معنی حقیقی اور معنی مجازی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

مذہب شوافع:-

یہ ہے اگر معنی حقیقی اور معنی مجازی کو جمع کرنا عقلی طور پر محال نہ ہو تو دونوں کو جمع کرنا جائز ہے۔

مثال حقیقت اور مجاز کی:- 1ء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:-

"لَا تَبِیعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَیْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ"

وضاحت:-

تو جب لفظ صاع سے "مَا یَدْخُلُ فِی الصَّاعِ" مراد لیا گیا تو نفس اعتبار ساقط ہو گیا۔ لہٰذا ایک نفس صاع کی دو نفس صاع کے بدلے بیچے جائز ہے۔

مثال:- 2ء

جب آیت ملامسہ سے جماع کرنا مراد لیا گیا تو مس بید کے ارادے کا اعتبار ساقط ہو گیا۔

امام شافعی کی جانب سے احناف پر تین اعتراض:-

پہلا اعتراض:-

احناف کا اصول ہے۔ کہ حقیقت اور مجاز کو ایک حالت میں ایک ہی لفظ سے جمع کرنا جائز نہیں حالانکہ احناف نے ان تین صورتوں میں حقیقت اور مجاز کو جمع کیا ہے۔

پہلی صورت 1ء

جب کسی نے قسم اٹھاتے ہوئے یہ کہا۔ "وَاللّٰهِ لَا اَضَعُ قَدَمِیْ فِیْ دَارِ فُلَانٍ" تو احناف کے نزدیک فلاں شخص گھر میں داخل ہونے سے ہی حانث ہو جائے گا چاہے ننگے پاؤں یا جوتے پہن کر داخل ہو یا سواری کی حالت میں داخل ہو۔ حالانکہ ننگے پاؤں داخل ہونا حقیقت ہے اور باقی صورتوں میں مجاز ہے۔

Date

دوسرا اعتراض :-

"لو حلف لا یسکن"

کسی نے قسم اٹھائی اور کہا اللہ کی قسم فلاں کے گھر میں سکونت نہیں کروں گا۔ احناف کے نزدیک قسم اٹھانے والا شخص فلاں کے جس گھر میں داخل ہوگا۔ تو حانث (قسم توڑنے والا) ہو جائے گا چاہے وہ گھر اس کا ذاتی ہو یا کرائے پر یا عاریت کا ہو۔

تیسرا اعتراض :-

"عبدہٗ حر یوم یقدم فلان"

کسی نے قسم اٹھائی کہ جس دن فلاں آئے گا اس کا غلام آزاد ہے۔ احناف کے نزدیک فلاں شخص چاہے دن کو آئے چاہے رات کو آئے بہر حال غلام آزاد ہو جائے گا حالانکہ یوم کا حقیقی معنی دن ہے۔ اور مجازی معنی رات ہے۔

اعتراضات کا جواب :-

"قلنا وضع القدم"

قسم اٹھانے والا شخص مطلقاً دخول سے حانث اس لئے نہیں ہوا کہ حقیقت اور مجاز کا اجتماع پایا گیا ہے بلکہ عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے۔

عموم مجاز کی تعریف :-

لفظ کا ایسا معنی مراد لیا جائے جس کے تحت معنی حقیقی اور معنی مجازی دونوں آجائیں۔

دوسرا اعتراض کا جواب :-

"دارِ فلانٍ"

یہاں بھی عموم مجاز کی وجہ سے حانث ہوا ہے۔ نہ کہ حقیقت اور مجاز کی جمع کرنے کی وجہ سے کیونکہ دار فلاں سے مدار حار سکون خواہ ملکاً خواہ استفادۃ خواہ جارۃ ہو۔

تیسرے اعتراض کا جواب :- "یوم یقدم فلانٍ"

اس میں لفظ یوم سے مطلق وقت مراد ہے کیونکہ جیسا کہ یوم جب یوم کی اضافت فعل ممتد کی طرف ہو تو اس سے مطلق وقت مراد ہوتا ہے چاہے۔ دن ہو یا رات بس حانث ہو جائے گا عموم مجاز کی وجہ سے نہ کہ حقیقت

Date

اور مجاز کو چھوڑ کرنے کی وجہ سے۔

حقیقت کی اقسام ثلاثہ کی تعریف:۔

01) حقیقت متعذرہ:۔

وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس تک رسائی بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو: جیسے عین درخت کا کھانا۔

02) حقیقت مہجورہ:۔

وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس پر لوگوں نے عمل کو چھوڑ دیا ہو اگرچہ رسائی بغیر مشقت کے ممکن ہو۔

03) حقیقت مستعملہ:۔

وہ حقیقت کہلاتی ہے۔ جس پر لوگوں کا عمل جاری و ساری ہو کہ نہ لوگوں نے ترک کیا ہو اور نہ ہی اس تک رسائی مشکل ہو۔

حقیقت متعذرہ اور مہجورہ کا حکم:۔

دونوں کو بالاتفاق معنی مجازی کی طرف پھیر دیا جائے گا بشرطیکہ معنی حقیقی کی نیت نہ کی ہو۔

متعذرہ کی مثال:۔

کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ درخت سے اور ہانڈی سے نہیں کھائے گا اس سے مراد بعینہ درخت اور ہانڈی نہیں۔ بلکہ درخت کے پھل اور ہانڈی سے مراد اس میں پکی ہوئی چیز مراد ہے۔ اور اس کو کھانے سے حانث ہوگا۔

مہجورہ کی مثال:۔

توکیل بنفس الخصومۃ میں حقیقی معنی صرف جھگڑنا مراد نہ ہوگا۔ یا نعم/ہاں یا نہیں/لا میں مطلق جواب دینا ہوگا۔

(16)

حقیقت مستعملہ کی صورتیں:۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔

01) اس کا مجاز متعارف ہوگا۔ 02) اس کا مجاز متعارف نہیں ہوگا۔

Date

مجاز متعارف کی تعریف :-

جس کی طرف ذہن لفظ بولتے ہی منتقل ہو اور وہ حقیقت کے مقابلے میں زیادہ استعمال ہوتا ہو۔

حکم :-

حقیقت مستعملہ کے لیے مجاز متعارف نہ ہو تو ایسی صورت میں بغیر کسی اختلاف کے حقیقت پر عمل اولی ہوگا۔

مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حکم :-

امام اعظم کے نزدیک مجاز متعارف ہونے کی صورت میں حقیقت پر عمل کرنا اولی ہے۔

صاحبین کے نزدیک :-

عموم مجاز پر عمل ہو یعنی حقیقت اور مجاز معنی دونوں مراد ہوں گے۔

مستعملہ کی تعریف :- مثال

کسی نے قسم کھائی کہ وہ گندم نہیں کھائے گا۔ امام اعظم کے نزدیک یہ قسم گندم کے دانوں کی طرف لوٹے گا۔ صاحبین کے نزدیک قسم مطلق ہر اس چیز کی طرف لوٹے گی جس کو گندم کا نام شامل ہے۔ گندم کا نام گندم کے دانوں اور اس سے بنی ہوئی روٹی کو شامل ہے۔

نوٹ :-

مجاز حقیقت کا خلیفہ ہوتا ہے۔

سوال :-

مجاز حقیقت کا خلیفہ کس اعتبار سے ہے؟

2 امام اعظم کے نزدیک :-

تکلم لفظ کے اعتبار سے۔

صاحبین کے نزدیک :-

حکم کے اعتبار سے

امام اعظم کے نزدیک ثبوتِ مجاز کی شرط:

نحوی ترکیب + معنی کا درست ہونا۔

صاحبین کے نزدیک ثبوتِ مجاز کی شرط:

ثبوتِ مجاز کے لیے حقیقی معنی ہونا ضروری ہے۔

مثال:

جب آقا نے اپنے اک غلام کے لئے کہا اس حال میں کہ غلام وہ عمر میں آقا سے بڑا تھا۔

"ھٰذَا اِبْنِیْ"

صاحبین کے نزدیک کلام مجاز کی طرف نہیں پھیرا جائے گا بلکہ کلام لغو ہو جائے گا۔

"شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے" حقیقت کے محال ہونے کی وجہ سے۔

امام اعظم کے نزدیک کلام کو مجاز کی طرف پھیرے گا اور غلام آزاد ہو جائے گا۔

ولا یلزم علی ھٰذَا۔

یہاں سے مصنف امام اعظم کے اصول پر وارد ہونے والا اعتراض اور اس کا جواب ذکر فرما رہے ہیں:

اعتراض:

آپ کے اصول کے مطابق ثبوت مجاز کیلیے نحوی ترکیب ضروری ہے تو (ھٰذَا اِبْنِیْ) جب کسی شخص نے اپنی بیوی کیلئے کہا تو یہاں نحوی ترکیب درست ہے تو یہاں مجازی معنی یعنی بیوی کو طلاق ہونی چاہیے۔

جواب:۔ جب دو چیزوں کے درمیان منافات ہو تو اس صورت میں اشعار "یعنی ایک لفظ کو بول کر دوسرا معنی مراد لینا" جائز نہیں ہوتا لہذا بیوی کو بیٹی بول کر مجازاً طلاق دینا جائز نہیں۔

خلاصہ امام اعظم اور صاحبین کے نزدیک یہ کلام لغو ہے۔

28 12/5/23

اللہ آپکو باعمل عالم دین بنائے آمین۔ ممتاز علی

Date

"فصل: في تعريف الطريق الاستعارة"

استعارہ کی تعریف :-

واضع نے جس معنی کیلئے لفظ وضع کیا اس میں استعمال نہ ہو بلکہ اس کے غیر میں استعمال ہوں۔

* :- اہل اصول کے نزدیک مجاز مرسل اور استعارہ دونوں مترادف ہیں۔

* :- اہل اصول کے یہاں حقیقت و مجاز کے درمیان کسی علاقہ کی بناء پر لفظ کو معنی مجاز میں استعمال کرنا مجاز مرسل بھی ہے اور استعارہ بھی۔

استعارہ کی آسان تعریف :-

لفظ کو مجازی معنی میں استعمال کرنا

پہلی قسم :-

یہ ہے کہ علت اور حکم / معلول کے درمیان اتصال (مناسب علاقہ) کی وجہ سے استعارہ ہو۔

دوسری قسم :-

یہ ہے کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال کی وجہ سے استعارہ ہو۔

* :- دوسری قسم میں استعارہ ایک طرف سے صحیح ہوتا ہے۔
* :- پہلی قسم میں استعارہ طرفین سے صحیح ہوتا ہے۔

پہلی قسم کی مثال :-

"ان اشتریت عبدًا فھو حر"

"ان ملکت عبدًا فھو حر"

پہلی مثال میں "شراء" سے ملکیت اور دوسری مثال میں "ملک" سے شراء مراد لینا درست ہے۔

Date

"وضاحت"

شراء علت ہے اور ملک حکم ہے چونکہ یہاں علت اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ دونوں طرف صحیح ہوگا۔ یعنی شراء بول کر ملک اور ملک بول کر شراء مراد لے سکتے ہیں۔

"دوسری قسم کی مثال"

"حَرَّرْتُکِ"

وضاحت:-

"حررتک" بول کر طلاق مراد لینا درست ہے۔ اور طلقتک بول کر آزاد مراد لینا درست نہیں کیونکہ یہاں نہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال ہے اس لئے استعارہ طرفین میں سے ایک طرف سے درست ہوگا۔ یعنی سبب بول کر حکم مراد لے سکتے ہیں۔ لیکن حکم بول کر سبب مراد نہیں لے سکتے۔

* اگر آقا نے اپنی لونڈی سے کہا میں نے تجھے طلاق دی اور اس سے نیت کی تحریر کی تو یہ درست نہیں۔ علت بیان کریں۔

"علت" کیونکہ اصل (یعنی سبب) جائز ہے کہ اس سے فرع مراد لیں بہرحال حکم جائز نہیں ہے۔ اس کے ذریعے اصل ثابت ہو۔ (یعنی مراد ہو)۔

نکاح منعقد ہو جائے گا لفظ ھبہ، تملیک اور بیع کے لفظ کے ساتھ علت بیان کریں۔

علت:- کیونکہ لفظ ھبہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے ⟷ ملک رقبہ کو ثابت کرتا ہے۔ اور ملک رقبہ ملک متعہ کو ثابت کرتا ہے۔ لونڈی میں تو لہٰذا لفظ ھبہ ملک متعہ کے لیے محض سبب ہے۔ تو جائز ہے لفظ ھبہ سے نکاح مراد لیں۔

اعتراض:- حقیقت کا ممکن ہونا شرط ہے صحت مجاز کیلئے صاحبین کے نزدیک تو مجاز کی طرف کیسے پھیریں گے نکاح کی صورت میں لفظ ھبہ کے ساتھ باوجود یہ کہ آزاد کا مالک ہونا لفظ ھبہ اور بیع کے ساتھ محال ہے؟۔

جواب:- کیونکہ ہم کہتے ہیں وہ ممکن فی الجملہ ہے۔ کہ آزاد عورت مرتد ہو۔ اور وہ دار الحرب چلی جائے پھر اسے قیدی بنایا جائے۔

یعنی کہ آزاد کا مالک ہونا۔ بیع اور ھبہ کے ساتھ۔

Date

فصل : في الصَّرِيحِ وَالْكِنَايَةِ

صریح کی تعریف :-

"الصَّرِيحُ لفظٌ يكونُ المرادُ به ظاهِرًا"

"صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہوں۔"

صریح کا حکم :-

پہلا حکم :- وہ اپنے معنی کو ہر جہت سے ثابت کرتا ہے۔ خبر یا انشاء یا نداء میں جس طریقے پر بھی ہو۔

دوسرا حکم :- صریح سے حکم ثابت کرنے کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

صریح کی مثال :-

انتِ طالقٌ ، یا طلقتُكِ ، یا طالقُ ۔

ان کلام سے طلاق واقع ہو جائیگی طلاق کی نیت نہ ہو۔ یا ہو۔

* تیمم :-

ہم احناف کے نزدیک تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے۔

امام شافعی کے تیمم کے متعلق دو قول ہیں۔

01) تیمم طہارت ضروریہ ہے۔ بلکہ حدث کو چھپانے والا ہے۔

02) تیمم طہارت نہیں ہے۔

* تیمم میں اسی اختلاف کی وجہ سے مسائل کی تخریج کی بات ہے دو حنفیہ

مذکورہ ہیں۔

01) تیمم کا جائز ہونا وقت سے پہلے عندنا ، لا عندہ

02) ایک تیمم کے ساتھ دو فرض کا ادا کرنا۔

03) تیمم کرنے والے کا وضو کرنیوالوں کی امامت کرنا۔

04) وضو کی وجہ سے وضو یا جان سے ضائع ہونے کے خوف کے بغیر تیمم کا جائز ہونا : عندنا ، لا عندہ

Date

05) عید اور نمازِ جنازہ کیلئے تیمم کا جائز ہونا۔
06) طہارت کی نیت سے تیمم کا جائز ہونا۔

12/7/23
ما شاء اللہ

کنایہ کی تعریف:-

"والکنایۃ ھی استتر معناہ"

کنایہ وہ ہے جس کا معنی پوشیدہ (مستتر) ہو۔

*) مجاز متعارف ہونے سے پہلے کنایہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

کنایہ کا حکم:-

کنایہ کے ذریعے حکم نیت کے پائے جانے یا قرینے کے پائے جانے کے وقت ثابت ہوگی۔

"فصل: في المتقابلات"

نوٹ:-

یہ فصل متقابلات کے بارے میں ہے اور متقابلات سے ہماری مراد ظاہر، نص، مفسر، محکم، ساتھ اس کے جو ان کے مقابلے میں یعنی خفی، مشکل، مجمل، متشابہ ہیں۔

ظاہر کی تعریف:-

والظاهر اسمٌ لکلِّ کلامٍ ظهر المرادُ به للسّامع بنفسِ السماعِ من غیرِ تأمّلٍ۔

ظاہر نام ہے۔ ہر اس کلام کا جس کی مراد سامع کے سنتے ہی ظاہر ہو جائے بغیر غور و فکر کے۔

نص کی تعریف:-

والنص ما سیق الکلام لاجله۔

نص وہ ہے جس کی وجہ سے کلام کو چلایا گیا ہو۔

مثال نص اور ظاہر کی:-

اللہ کے فرمان میں۔ (احلّ اللّٰهُ البیعَ وحرّمَ الرّبا).

آیت میں نص:-

بیع اور ربا کے درمیان فرق کو بیان کرنا۔

آیت میں ظاہر:-

بیع کا حلال ہونا اور ربا کا حرام ہونا۔

Date

مثال:-

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع۔

آیت میں نص:-

زوجات کی تعداد کو بیان کرنا

آیت میں ظاہر:-

نکاح کے مباح وجائز ہونے کے حق میں۔

مثال:-

(لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃً)۔

آیت میں نص:-

طلاق کا جائز ہونا وطی سے قبل اور مہر بیان کرنے سے قبل۔

آیت میں ظاہر:-

شوہر کا طلاق دینے میں با اختیار ہونا۔

مثال:-

"من ملک ذا رحم محرم منہ عتق علیہ"

حدیث میں نص:-

قریبی رشتہ دار کا آزاد ہونا۔

Date

حدیث میں ظاہر:-

قریبی رشتہ دار کی ملکیت کا ثبوت ہونا۔

نص وظاہر کا حکم:-

نص و ظاہر پر عمل کرنا واجب ہے۔ خواہ وہ دونوں عام ہوں یا دونوں خاص ہوں۔ دوسرے معنی کے ارادے کے احتمال کے ساتھ۔ دوسرے معنی کا احتمال رکھنے میں نص اور ظاہر حقیقت کے ساتھ مجاز کی طرح ہے۔

نوٹ:-

نص اور ظاہر کے حکم میں فرق دونوں کے تعارض کے وقت ظاہر ہوگا۔ تو اس وقت اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیح ہوگی یعنی نص کو ظاہر پر ترجیح ہوگی۔

نص اور ظاہر کے حکم میں تعارض کی مثال:-

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا "طَلِّقِي نَفْسَكِ" اور اس کی بیوی نے کہا "اَبَنْتُ نَفْسِي" تو اس سے طلاق رجعی ہوگی۔ کیونکہ اس عورت کا قول "اَبَنْتُ نَفْسِي" یہ طلاقِ رجعی میں نص ہے۔ اور طلاقِ بائن کے وقوع میں ظاہر ہے۔ لہٰذا نص پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

مفسَّر کی تعریف:-

"اَلْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ قِبَلَ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى مَعَهُ احْتِمَالُ التَّاوِيْلِ وَالتَّخْصِيْصِ"

مفسَّر وہ کلام ہے جس کلام کی مراد لفظ سے متکلم کی جانب سے بیان کے ذریعے ظاہر ہو اس طور پر کہ اس بیان کے ساتھ تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ ہو۔

(Ws) ✓ 19/2/23 ماشاءاللہ

Date

مفسّر کی مثال

إذا قال: تزوّجتُ فلانةً شهرًا بكذا۔

جب کسی شخص نے کہا میں نے فلاں عورت سے اتنے مہر کے بدلے میں ایک ماہ کیلئے نکاح کیا۔

وضاحت:

ہذہ کا یہ قول "تزوّجت" نکاح میں ظاہر ہے۔

لیکن نکاح متعہ کا احتمال باقی ہے۔

اور متکلم کا قول "شہرًا" اس سے اس نے اپنی مراد واضح کر دی ہے۔

لہٰذا ہم نے کہا اس کا قول "تزوجت شہرًا" یہ متعہ ہے۔ نکاحِ حقیقی نہیں ہے۔

محکم کی تعریف

المحكم فهو ما ازداد قوّة على المفسر بحيث لا يجوز خلافه اصلًا۔

محکم وہ کلام ہے۔ جو مفسر سے زیادہ قوت کے اعتبار سے اس طور پر کے محکم کے خلاف کوئی بھی احتمال جائز نہ ہوں۔

مثال: "إن الله بكلّ شيءٍ عليم"

مفسر اور محکم کا حکم:

مفسر اور محکم پر قطعی اور یقینی طور پر عمل واجب ہوتا ہے۔

نوٹ:

بہرحال مذکورہ چار اقسام کیلئے دوسری چار اقسام ہیں۔ یعنی اضداد

(1) ظاہر کی ضد خفی ہے (2) نص کی ضد مشکل ہے۔ (3) مفسر کی ضد مجمل ہے۔

(4) محکم کی ضد متشابہ ہے۔

Date

خفی کی تعریف:

الخفی ما خفي المراد به لعارض لا من حيث الصيغة

خفی وہ کلام ہے جس کی مراد پوشیدہ ہو کسی عارضہ کی وجہ سے نہ کہ نفس صیغہ کے اعتبار سے۔

مثال: "والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما"

وضاحت: اللہ کا فرمان چور کے حق میں ظاہر ہے۔ جیب کترے اور کفن چور کے حق میں مخفی ہے۔

خفی کا حکم:

طلب واجب ہے۔ یہاں تک کہ پوشیدگی دور ہو جائے۔

مشکل کی تعریف:

المشکل فھو ما ازداد خفاءًا علی الخفي۔

مشکل وہ ہے جس میں پوشیدگی خفی سے زیادہ ہو۔

مشکل کی مثال احکام شرع میں:

إذا حلف لا يأتدم: جب کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ شوربہ نہیں کھائے گا تو یہ ظاہر ہوگی سرکہ اور کھجور کے شیرے میں اور اسکا قول "لا یأتدم" مشکل ہے گوشت، انڈے اور پنیر میں۔

مجمل کی تعریف:

~~المسجل~~ المجمل فھو ما احتمل وجوھا فصار بحال لا یوقف علی المراد به إلا ببيان من قبل المتكلم۔

مجمل وہ ہے جو کئی صورتوں کا احتمال رکھتا ہو وہ ایسی حالت میں ہے جس کی مراد متکلم کی طرف سے بیان کیے بغیر واقفیت نہیں حاصل کی جاسکتی۔

Date

مجمل کی مثال احکامِ شرع میں:-

"حرّم الرّبا"

وضاحت:

ربا کا حکم مطلق زیادتی ہے۔ حالانکہ (آیت میں) مطلق زیادتی مراد نہیں بلکہ مراد وہ زیادتی ہے جو کیلی و موزونی چیزوں کو ہم جنس کے ساتھ بیچنے کی صورت میں عوض سے خالی ہو۔

متشابہ کی تعریف:

متشابہ خفاء یعنی پوشیدگی میں مجمل سے اوپر ہو۔

متشابہ کی مثال:

حروف مقطعات سورتوں کی ابتداء میں۔

مجمل اور متشابہ کا حکم:

اس کی مراد کے حق ہونے کا یقین رکھنا حتیٰ کہ بیان آجائے۔

"ختم شد"

ماشاءاللہ
اللہ باعمل عالم دین بنائے
اور مفتی اسلام بنائے
ممتاز اعلیٰ مدنی

Date

"فصل: فیما یترک به حقائق الألفاظ"

نوٹ: یہ فصل ان (امور کے بارے) میں جن کی وجہ سے الفاظ کے حقائق کو (چیزوں) چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جن امور کی وجہ سے لفظ کی حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ وہ پانچ قسمیں ہیں۔

01) دلالت عرفیہ 02) دلالت نفسِ کلام

03) دلالتِ سیاق کلام 04) دلالتِ متکلم

05) دلالت محل کلام

پہلا مقام دلالت عرفیہ:

دلالتِ عرفیہ کی وجہ سے لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے یعنی جب لفظ کے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی دوسرا معنی عام لوگوں کے درمیان یا کسی مخصوص جماعت کے درمیان معروف و مشہور ہو جائے۔ پھر اس لفظ کا وہی معنی متعارف ہو جاتا ہے۔

مثال: "لو حلف لا یشتری رأسًا" یا "لو حلف لا یأکل بیضًا"

وضاحت:

ہر قسم اس سر اور انڈے پر محمول ہوگی۔ جس کی خرید و فروخت اور کھایا جانا لوگوں کے درمیان متعارف ہوں۔

دوسرا مقام دلالت نفسِ کلام:

وضاحت:

کبھی نفسِ کلام میں دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مثال:

"کل مملوكٍ لی فهو حرٌ"

عدۃ: من کل وجہ غلام ہو یعنی ہر اعتبار سے غلام ہو۔

اور مکاتب من کل وجہ مملوک نہیں۔

Date

وضاحت:

اس لفظ سے مکاتب اور معتق البعض آزاد نہیں ہونگے مگر جب آقا نے نیت کی تو داخل ہوگے کیونکہ لفظ مملوک مطلق ہے۔ ہر اعتبار سے مملوک کو شامل ہے اور مکاتب جو ہر اعتبار سے مملوک نہیں اور اسی وجہ سے مکاتب میں تصرف جائز نہیں اور نہ ہی مکاتبہ لونڈی سے وطی حلال ہے۔

س: مکاتب، مدبر واُم ولد میں کیا فرق ہے؟

ج: **فرق نمبر 01:**

مکاتب میں رقبیت یعنی غلامی کامل ہوتی ہے اور اُم ولد اور مدبر میں رقبیت یعنی غلامی میں نقص یعنی کمی ہوتی ہے۔ کامل نہیں ہوتی ہے

فرق نمبر 02:

مکاتب میں ملکیت کامل نہیں ہوتی اور اُم ولد اور مدبر میں ملکیت کامل ہوتی ہے۔

تیسرا مقام سیاقِ کلام:

وضاحت: کبھی سیاقِ کلام کی دلالت کی وجہ حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے مثال: جب مسلمان نے حربی سے کہا: انزل: یعنی تم اترآؤ۔ وہ اتر آیا تو وہ امان والا ہوگا۔

چوتھا مقام دلالت متکلم

وضاحت:

کبھی متکلم کی جانب سے دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مثال:

فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر

ترجمہ: جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کا مرتکب ہو جائے۔

Date

وضاحت:

یہاں حقیقی معنی مراد نہیں کیونکہ اللہ حکیم اور کفر قبیح (برا کام ہے) اور حکیم قبیح چیز کا حکم نہیں دیتا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ غرض اس سے کلام توبیخ اور سرزنش یعنی ڈانٹنا ہے۔

پانچواں مقام دلالت محلِ کلام:

وضاحت:-

بعض محلِ کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مثال: بعت نفسی مرد نے کہا۔ ملکت ان سب الفاظ: وهبت بعت ملکت کے معنی مجازی نکاح مراد ہوں گے کیونکہ معنی حقیقی کا محل ہی نہیں قائلہ آزاد عورت ہیں۔

"تمت بالخیر"

فصلٌ: فِي متعلقات النصوص

نوٹ:

یہ فصل متعلقات النصوص کے بارے میں ہے۔ اور ہماری اس سے مراد

(1) عبارۃ النص (2) اشارہ النص

(3) دلالت النص (4) اقتضاء النص ہے۔

عبارۃ النص کی تعریف:

"ما سِیق الکلامُ لِاجلہٖ وارِیدَ بہ قصدًا"

جسکی وجہ سے کلام لایا گیا ہو اور اس کلام سے اس کا قصدًا ارادہ کیا گیا ہو۔

اشارۃ النص کی تعریف:

ھی ما ثبت بنظم النص من زیادۃ وھو بغیر ظاھر

من کلِّ وجہٍ ولا سیق الکلام لِاجلہٖ۔

اشارہ نص وہ ہے۔ جو نص کے الفاظ سے ثابت ہو بغیر زیادتی کے اور وہ پورے طور پر ظاھر نہ ہو اور نہ ہی اسکی وجہ سے کلام لایا گیا ہو۔

عبارۃ النص اور اشارۃ النص کی مثال:

"لِلفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم"

وضاحت:

• یہ قول مستحقین غنیمت کو بیان کرنے کیلئے لایا گیا ہے لہٰذا یہ قول اس سلسلہ میں نص ہے

• اور مھاجرین کا فقر نص کے الفاظ سے ثابت ہو گیا۔ لہٰذا وہ اشارۃ النص ہے۔

Date ____

(*) اور نص اشارہ کرنے والے ہیں۔ اس بات کی طرف کہ کافر کا مسلمان کے مال پر غلبہ پالینا کافر کیلئے مالک بننے کا سبب ہے۔ اور اگر مسلمان کا مال مسلمانوں کی ملکیت میں باقی ہو تو مہاجرین کا فقر ثابت نہیں ہوگا۔

(*) مذکورہ آیت سے چند مسائل تخریج کئے گئے ہیں۔

01) استیلاء (غلبہ پانے کا حکم)۔

02) کفار سے خریدنے کی وجہ سے تاجر کیلئے ثبوت ملک کا حکم۔

03) اور اس سے تصرفات یعنی بیع، ہبہ اور اعتاق کا حکم۔

04) مال غنیمت کے ثبوت کا حکم۔

05) غازی کیلئے ملکیت ثابت ہونے کا حکم۔

06. غازی کے قبضہ سے اس مال کو چھیننے سے پرانے مالک کے عاجز ہونے کا حکم۔

دلالت نص کی تعریف:

وہ ہے جس کو منصوص علیہ کے حکم کیلئے علت کے طور پر جان لیا گیا ہو لغت کے اعتبار سے نہ کہ اجتہاد اور شرعی استنباط کے اعتبار سے۔

مثال:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا۔

وضاحت:

پس جو شخص علم لغت کے اوضاع سے واقف ہے وہ اس آیت کو سنتے ہی سمجھ لیتا ہے کہ ماں باپ سے ایذاء دور کرنے کی غرض سے تافیف یعنی ان کو اُف کہنا حرام ہے۔ اور پس دلالت نص سے ثابت ہوا کہ ماں باپ کو گالی دینا اور مارنا اسی آیت سے یقیناً حرام ہے۔

پھر دلالت نص، نص کے مرتبے میں ہے حتی کہ دلالت نص کے ذریعے عقوبت ثابت کرنا صحیح ہے۔

اقتضاء النص کی تعریف

وہ نص پر ایسی زیادتی ہے جس کے بغیر نص کا معنی متحقق نہ ہوں گویا کہ نص اس زیادتی کا تقاضہ کرتا ہے تاکہ اس کا معنی فی نفسہ درست ہو جائے۔

مثال

انت طالق۔

وضاحت:

طلاق عورت کی صفت ہے۔ مگر صفت مصدر کا تقاضہ کرتی ہے۔ گویا کہ یہاں مصدر اقتضاء موجود ہو۔

اقتضاء نص کا حکم:

حکم یہ ہے کہ وہ بطریق ضرورت ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت مقدر ہوگا۔

حکم کی وضاحت:

اسی وجہ سے ہمارے علماء نے کہا) جب کسی نے (انت طالق کہا اور اس سے تین طلاق کی نیت کی تو صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طلاق کو بطریق اقتضاء مذکور فرض کیا ہے۔ لہٰذا بقدر ضرورت مقدر مانا جائے گا۔ اور ضرورت ایک طلاق سے مرتفع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایک کے حق میں طلاق کو فرض کیا جائیگا۔

عبارة النص اور اشارة النص کا حکم:

ان سے ثابت ہونے والے حکم پر قطعی طور پر عمل ضروری ہے۔

دلالت النص کا حکم:

علت کے عام ہونے سے منصوص علیہ کا حکم بھی عام ہو جائے گا۔

"فصل فی الامر"

Date:

امر کا لغوی معنی: ایک شخص کا دوسرے شخص کو کہنا کہ یہ کام کر!

اصطلاحی معنی: اصطلاح شریعت میں دوسرے پر فعل لازم کرنے کا تصرف امر کہلاتا ہے۔

* وہ کون سے ائمہ ہیں جن کے نزدیک امر کی مراد یعنی وجوب صیغہ امر کے ساتھ خاص ہیں؟

فخر الاسلام بزدوی   * شمس الائمہ سرخی

* امر مطلق کسے کہتے ہیں اور اسکا کیا حکم ہے؟

امر مطلق وہ امر ہے جس میں لزوم یا عدم لزوم پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو۔

حکم: ائمہ کا اختلاف ہے لیکن صحیح مذہب یہ ہے کہ جب تک اس کے خلاف پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے کیونکہ امر کا ترک گناہ ہے۔

* امر کی بجا آوری کس انداز پر لازم ہوتی ہے؟

امر کی بجا آوری اس انداز پر لازم ہوتی ہے جس قدر آمد کو مخاطب پر دلایت حاصل ہوتی ہے۔

Date:

• کیا امر بالفعل تکرار کو چاہتا ہے؟

امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا اور نہ ہی احتمال رکھتا ہے

• امر بالفعل تکرار کو نہیں چاہتا؟

کسی فعل کا حکم اس فعل کو ایجاد کرنے کی طلب ہوتی ہے اور یہ مطلب اختصار کے طور پر ہوتی ہے اور اختصار ایک بار کا تقاضہ کرتا ہے۔

"فصل المامور بہ"

Date: ____

مامور بہ کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں؟

دو قسمیں ہیں

مامور بہ کی اقسام

- مطلق عن الوقت
- مقید بالوقت
  - وہ جس کے لئے وقت ظرف ہو
  - وہ جس کے لیے وقت معیار بنے

مامور بہ مطلق کا حکم؟

اسکی ادائیگی تراخی کے ساتھ ساتھ واجب ہوتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ زندگی میں فوت نہ ہو

زکوۃ، صدقہ، فطر، عشر مطلق کی کون سی قسم میں شامل ہے اور اگر اس میں تاخیر ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

زکوۃ، صدقہ فطر، عشر مطلق عن الوقت میں شامل ہے لہذا اگر ان میں تاخیر ہو جائے تو کوتاہی شمار نہیں ہوگی

Date:

امر مطلق کے سلسلے میں امام کرخی اور ہمارے درمیان کیا اختلاف ہے؟

امام کرخی کہتے ہیں کہ علی الفور واجب ہوتا ہے اور ہمارے نزدیک واجب علی التراخی ہوتا ہے

جس میں وقت فعل کے لیے ظرف ہے اسکی تعریف مثال اور حکم بیان کریں؟

وقت جس کے لیے ظرف ہے اسکے کسی حصہ میں فعل پایا جاسکتا ہے پورا وقت فعل میں مصروف نہیں ہوتا جیسے نماز

حکم :- اس کا حکم یہ ہے کہ اس وقت میں اس فعل کی جنس دوسرے فعل کا واجب ہونا اسکے منافی نہیں.

جس کے لیے وقت معیار ہے اسکی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

وہ مامور بہ تمام وقت کو گھیر لیتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقت کی کمی اور زیادتی سے مامور بہ چھوٹا اور بڑا ہوتا ہے جیسے: روزہ

حکم :- اس وقت میں اس جنس کی عبادت اسکے علاوہ جائز نہیں

Date:

اگر کسی مامور بہ کے لئے شریعت نے وقت مقرر نہ کیا ہو تو کیا بندہ اپنی طرف سے تعین کا اختیار رکھتا ہے؟

اگر شریعت نے کسی عبادت کے لئے وقت مقرر نہ کیا ہو تو بندے کو مقرر کرنے کا اختیار نہیں مثلاً قضائے رمضان کے لئے بندہ کچھ دن معین کر لیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ ان دنوں قضائے رمضان کے سوا کوئی روزہ نہیں ہو سکتا تو یہ تعین صحیح نہیں ہوگا

بندہ اپنے حق میں ترجیح دے سکتا ہے شریعت کے حق میں ترجیح نہیں دے سکتا اسکی کوئی مثال؟

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ اگر میاں بیوی خلع میں یہ شرط رکھیں کہ عورت کے لئے نہ نفقہ ہوگا نہ سکنی تو نفقہ ساقط ہو جائیگا سکنی ساقط نہیں ہوگا حتی کہ عورت کو خاوند عدت والے گھر سے نہیں نکال سکتا کیونکہ عدت والے گھر میں عورت کو سکونت دینا یہ حق شرع ہے اور بندہ اسکو ساقط کرنے کا اختیار نہیں رکھتا جبکہ نفقہ خالص عورت کا ہے شرعی حق نہیں۔

کیا بندے کو اپنے آپ پر کوئی چیز واجب کرنا کا حق ہے یا نہیں؟

بندے کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے آپ پر کوئی عمل لازم کرے موقت یا غیر موقت البتہ وہ حکم مشروع میں تبدیلی کا حق نہیں رکھتا۔

Date:

کسی بات کا امر مامور بہ کے حسن پر دلالت ہے یا نہیں؟

اگر آمر صاحب حکمت ہے تو امر مامور بہ کے حسن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ امر اس بات کے لئے بنا ہے ہو کہ مامور بہ ان چیزوں میں سے ہے جن کو وجود میں آنا چاہیئے لہذا امر اس کے حسن کا ~~مقتضی~~ مقتضی تھا

فصل الامر بالشی یدل علی حسن بالماموربہ

حسن ماموربہ کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟

حسن ماموربہ کی 2 قسمیں ہیں.

حسن بنفسہ

حسن ذات کے اعتبار سے پایا جاتا ہے غیر کی وجہ سے نہیں

حکم: جب بندے پر اسکی ادائیگی واجب ہو جائے تو یہ ادائیگی کے بغیر ساقط نہیں

حسن لغیرہ

حسن ما حسن غیر کی وجہ سے ہو.

حکم: جب وہ واسطہ ختم ہو جائے جسکی وجہ سے اس میں حسن آیا تھا تو ماموربہ بھی ساقط ہو جاتا ہے.

فعل الواجب بحکم الامر

Date:

ادائیگی کے اعتبار سے مامور بہ کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں؟

ادائیگی کے اعتبار سے مامور بہ کی اقسام

- **ادا**
  - عین الواجب کو اسکے مستحق کے حوالہ کرنا
- **قضا**
  - مثل واجب کو اسکا مستحق کے حوالہ کرنا

ادا

- **کامل**
  - مامور بہ کو بعینہ تمام حقوق کے ساتھ ادا کیا جائے جب اس انداز میں ادائیگی ہو جائے تو ذمہ داری پوری ہوگی
- **قاصر**
  - عین واجب کو مستحق کے حوالے اس صورت میں کرنا کہ اسکی صفت میں نقصان ہو۔ اگر اسکی مثل کے ساتھ جبر نقصان ہو سکتا ہے تو نقصان پورا کیا جائیگا ورنہ حکم ساقط ہو جائے گا

مامور بہ کو ادا کی صورت میں بجالانا اصل ہے یا قضائی صورت میں۔

مامور بہ کو ادا کی صورت میں بجالانا اصل ہے ادا کامل ہو یا قاصر قضا کی طرف اس وقت رجوع ہوتا ہے جب ادا مشکل ہو کیونکہ قضا خلف ہے اور خلف کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب اصل پر عمل کرنا متعذر ہو۔

کیا امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک بھی ادا اصل ہے اس سلسلے میں کوئی مثال بھی پیش کریں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی ادا ہی اصل ہے چنانچہ ان کے نزدیک اگر غاصب کے پاس مغصوب چیز بہت زیادہ تبدیل ہو جائے پھر بھی عین مغصوب کو ہی لوٹانا ہوگا اور نقصان کے باعث ضمان ہوگا۔

قضا کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟

قضا کی 2 قسمیں ہیں۔

کامل: ایسی چیز کا مستحق کو سونپنا ہے جو صورتاً اور معنی واجب کی مثل ہو

قاصر: جو واجب کی صورت کے اعتبار سے مثل نہ ہو لیکن معنی کے اعتبار سے اس کی مثل ہو

Date:

* قضا میں اصل کیا ہے؟

اداکی طرح یہاں بھی اصل قضائے کامل ہے۔

* اگر کسی چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً تو پھر کیا ہوگا عند الاحناف، عند الشافعی۔

عند الاحناف۔ جس چیز کی نہ صورتاً مثل ہو نہ معناً یہاں قضا کا ~~مثل~~ مثل کے ساتھ واجب کرنا چونکہ ممکن نہیں اس لئے وہ ضامن نہیں ہوگا

عند الشافعی۔ ضمان لازم آئے گا

* مثل شرعی کسے کہتے ہیں؟

بعض اوقات مثل صوری یا معنوی نہ ہونے کی صورت میں خود شریعت ایک مثل مقرر کر دیتی ہے اسے مثل شرعی کہتے ہیں۔

"فصل" : في النهي "

نہی کا لغوی معنی :

روکنا ، منع کرنا۔

اصطلاحی تعریف :-

اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے دوسرے کو لا تفعل کہنا۔

بعض حضرات نے نہی کی تعریف یوں کی ہے۔

صیغہ نہی کے ذریعے ترک فعل کو طلب کرنا اس شخص جو مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ ہو۔

نہی کی اقسام مع مثال :

نہی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) افعالِ حسّیہ سے نہی : جیسے ، زنا ، شراب پینا ، وغیرہ۔

(۲) افعالِ شرعیہ سے نہی :- جیسے یوم نحر کے دن روزہ رکھنے سے وغیرہ۔

افعالِ حسّیہ سے مراد :-

وہ افعال جو حسّی طور پر معلوم ہوں اور ان کو ہر آدمی سمجھتا ہو اور ان کا سمجھنا شریعت کے وارد ہونے پر موقوف نہ ہو۔

افعالِ شرعیہ سے مراد :-

جن کا سمجھنا شریعت پر موقوف ہو اور ہر آدمی اس کا معنی اور مفہوم سمجھ نہ سکتا ہو۔

Date

نھی عن افعالِ حسّیہ کا حکم :-

منھی عنہ بعینہ وہ چیز ہوگی جس پر نہی وارد ہوئی ہے۔
اور اس کا عین قبیح ہوگا اور وہ بالکل مشروع ہی نہیں ہوگا۔

نھی عن افعالِ شرعیہ کا حکم :-

منھی عنہ اس چیز کا غیر ہوگا جس کی طرف نہی کی اضافت کی گئی ہے لہٰذا یہ منھی عنہ اپنی ذات کے اعتبار سے حسن ہوگا۔ اور غیر کی وجہ سے قبیح ہوگا۔

سوال :- افعالِ شرعیہ پر نہی وارد ہونے کے بعد ان کا کیا حکم ہوگا؟۔

جواب: افعالِ شرعیہ سے نہی وارد ہونے کے بعد ان افعال کی مشروعیت کرنا باقی رہتا ہے۔

سوال: اصولِ فقہ کا یہ قانون ہے کہ تصرفات شرعیہ سے نہی کی مشروعیت اس کے باقی رہنے کو چاہتی ہے۔؛ کیسے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اس ضابطہ/قانون کا مطلب یہ ہے۔ کہ تصرفات شرعیہ کا وجود شرعیہ پر موقوف ہوتا ہے۔ اور ان کا اپنا حسّی وجود نہیں ہوتا لہٰذا اگر تصرفات شرعیہ سے نہی کرنے کے بعد ان کی مشروعیت باقی نہ رہنے کی وجہ سے ان کا وجودِ شرعی ختم ہو جاتا ہے۔ اور انسان اس کو کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ تو اس اعتبار سے ایک عاجز کو کسی کام سے روکا جا رہا ہے لہٰذا شارع سے یہ بات محال ہے۔ کہ وہ عاجز کو نہی کرے لہٰذا تصرفات شرعیہ کا وجود نہی کے بعد باقی رہے گا۔

Date

سوال: اس ضابطہ (قانون) سے کون سے مسائل متفرع ہوتے ہیں؟

جواب: (۱) اس سے اجارہ فاسد کا حکم ثابت ہوتا ہے۔
(۲) اور بیع فاسد کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ یعنی بیع فاسد جب مبیع پر قبضہ کر لیا تو ملکیت حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ اس سے حرام ہونے کی وجہ سے لوٹانا واجب ہے۔
(۳) اس سے یوم نحر میں روزہ کی منت کا حکم ثابت ہو جاتا ہے۔ یعنی منت صحیح ہوگی۔ روزہ کسی اور دن رکھے گا۔

اعتراض: آپ کا یہ بیان کردہ قانون صحیح نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرکہ عورت سے اور باپ کی منکوحہ سے غیر کی عدت گزارنے والی عورت سے اور غیر کی منکوحہ اور محارم سے نکاح کرنا۔ تصرفات شرعیہ ہے: اور ان کا ہے نکاح کرنے پر نہی وارد ہوئی ہے لہٰذا نہی کے بعد ان کی مشروعیت باقی ہونی چاہیے۔ لیکن آپ اس کو تسلیم نہیں کرتے لہٰذا معلوم ہوا یہ قاعدہ صحیح نہیں ہے۔

جواب: نکاح کی صورت میں جو چیز واجب / ثابت ہوتی ہے وہ تصرفات کا حلال ہونا ہے۔ اور نہی سے جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ تصرفات کا حرام ہونا ہے۔ اب اگر مشروعیت کو باقی رکھا جائے۔ تو حلت اور حرمت کا اجتماع لازم آئے گا۔ جو کہ محال ہے۔ لہٰذا یہاں نہی کو نفی پر محمول کیا جائے گا گویا کہ یہ نکاح ہو سکتا ہی نہیں ہے۔

"النهي عن افعال الشرعية يقتضي تقريرها"
اس پر ہمارے اصحاب نے فرمایا۔
* یوم نحر اور ایام التشریق کے دن روزہ کی منت صحیح ہے۔ کیونکہ وہ صوم مشروع نذر ہے۔
* اور اسی کی طرح اوقات مکروھۃ میں نماز کی منت صحیح ہے۔ کیونکہ وہ عبادت مشروعہ کا نذر ہے۔

Date

اعتراض:

جب اوقات مکروہہ میں نفل شروع کرنا مکروہ ہے۔ تو ان کو پورا کرنا کیسے ممکن ہوگا کیونکہ صورت میں حرام کا ارتکاب لازم آتا ہے؟

جواب: ان نوافل کو پورا کرنے سے حرام کا ارتکاب لازم نہیں ہوتا اس لئے کہ اگر وہ کچھ دیر صبر کرے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، یا غروب ہو جائے۔ یا ڈھل جائے۔ تو کراہت کے بغیر پورا کرنا ممکن ہے۔

* عید کے دن روزہ رکھنے کا حکم نفل کے حکم سے جدا ہے۔
* کہ عید کے دن کا روزہ شروع کرنے سے لازم نہیں ہوتا کیونکہ اس کو پورا کرنے میں حرام کے ارتکاب سے بچنا ممکن نہیں ہے یہ طرفین کے نزدیک ہے یعنی امام اعظم اور امام محمد۔

ومن ھذا النوع وطئ الحائض: (یہ عبارت ایک اعتراض کا جواب ہے)۔

س غیر کے سبب سے آنے والی نہی کی کچھ اور مثالیں لکھیں؟

ج: اس کی مثال حائضہ عورت سے جماع کرنا ہے کیونکہ اس سے جماع ناپاکی کی وجہ سے منع کیا گیا ہے

اللہ فرماتا ہے: " ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذًی فاعتزلوا النساء الخ "

چونکہ حائضہ عورت سے وطی کرنا غیر کی وجہ سے منع ہے: لہٰذا کسی شخص نے اس سے وطی کی تو اگرچہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا لیکن احکام ثابت ہو جائیں گے

(۱) وطی کا محصن (شادی شدہ) ہونا ثابت ہوگا۔ (۲) پہلے شوہر کیلئے وہ عورت حلال ہو جائے گی

(۳) پورا مہر، عدت اور نفقہ بھی لازم ہو جائے گا۔

Date

حرمة الفعل لا تنافي ترتب الاحكام :-

قانون: فعل کی حرمت احکام کا مرتب ہونے کی منافی نہیں ہے۔

(۱) حائضہ عورت کو طلاق دی جائے۔ (۲) غصب شدہ پانی سے وضوء کیا جائے

(۳) غصب شدہ تیر سے شکار کیا جائے (۴) غصب شدہ چھری سے ذبح کیا جائے

(۵) مغصوب زمین میں نماز پڑھی جائے۔

اگرچہ یہ سارے کام حرام ہے لیکن ان پر احکام مرتب ہوں گے اور تصرفات صحیح ہو جائے گے۔

وباعتبار ھذا الاصل :-

اس بناء پر (یعنی حرمت فعل احکام کا مرتب ہونے کا منافی نہیں ہے) اللہ کا فرمان: "ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا" کے ضمن میں ہم کہتے ہیں کہ فاسق اہل شھادۃ سے ہے۔ لہذا فساق کی شھادت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شھادۃ کی قبولیت سے روکتا نہیں اہلیت شھادت کے بغیر محال ہے۔

Date

فصل: فی تعریف طریق المراد بالنصوص

نوٹ:

مصنف اس فصل میں نصوص یعنی آیات اور حدیث کی مراد پہچاننے کے طریقے بیان فرمائیں گے۔

سوال:

نصوص کی مراد پہچاننے کے کتنے اور کون کونسے طریقے ہیں؟

جواب:

نصوص کی مراد پہچاننے کے تین طریقے ہیں

نمبر: 01

کوئی لفظ جب ایک کیلئے بطورِ حقیقت اور دوسرے معنی کیلئے بطورِ مجاز استعمال ہو تو حقیقت پر عمل اولیٰ ہوگا۔

نمبر: 02

جب کسی لفظ کے معنی میں دو احتمال ہو اور ان میں ایک معنی کی وجہ سے نص میں تخصیص ثابت ہوتی ہو تو محمول کرنا اولیٰ ہے اس معنی پر جس کی وجہ سے نص میں تخصیص پیدا نہ ہوتی ہوں۔

نمبر: 03

جب کوئی نص قرآنی دو قراتوں سے پڑھی جائے یا کوئی حدیث دو روایتوں سے مروی ہو تو ایسے طریقے پر عمل کرنا اولیٰ ہے جس سے دونوں صورتوں پر عمل کر سکے۔

مثالوں کے ذریعے وضاحت

پہلے طریقے کی مثال

علی الزانی یحرم من ماء الزنا المخلوقۃ البنت

نکاحھا

وضاحت

جو لڑکی زنا کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ احناف کے نزدیک زانی کا اس سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ اس آدمی کی حقیقی بیٹی ہے لہٰذا قرآن پاک اس آیت: حرمت علیکم امھتکم و بنتکم الخ میں داخل ہوگی اگرچہ وہ لڑکی مجازاً اس کی بیٹی نہیں سمجھی جاتی کیونکہ نکاح کے بغیر پیدا ہوئی ہے۔ اور کیونکہ نسب معروف بھی نہیں ہے۔ اس سے لیکن چونکہ وہ اس کے پانی سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ حقیقت میں اس کی بیٹی ہے اور یہاں حقیقت پر عمل اولیٰ ہے۔

برخلاف امام شافعی کے کہ ان کے نزدیک زانی کا اس سے نکاح کرنا حلال ہے

اس اختلاف کی وجہ سے چند مسائل متفرع ہوں گے۔

(1) وطی کا حلال ہونا
2) مہر اور نفقہ کا واجب ہونا
(3) وراثت کا جاری ہونا:۔ یہ امام شافعی کے نزدیک ہے۔
اور احناف کے نزدیک اس کے برخلاف ہے۔

دوسرے طریقے کی مثال

اولا مستم النساء

لغوی: ملامسۃ کے دو معنی ہیں۔

(1) جماع
(2) مس بالید۔

Date

وضاحت:

ملامسۃ کو جماع پر محمول کیا جائیگا تو نص عمل بہ پر عمل ہوگا وجود جماع کی تمام صورتوں میں۔

* اگر ملامسہ کو مس بالید پر محمول کیا جائے تو نص بہت ساری صورتوں میں مخصوص ہوگی:- جیسے : محارم اور چھوٹی بچی کو چھونا۔

تو ناقض وضو بھی نہیں : امام شافعی کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق۔

اس اختلاف کی وجہ سے چند مسائل متفرع ہوں گے۔

01) غازہ کا مباح ہونا 02) قرآن کا چھونا

03) تیمم کا لازم ہونا پانی کے نہ پائے جانے کے وقت۔

یہ تمام چیزیں درست ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعی کے نزدیک درست نہیں ہے۔

تیسرے طریقے کی مثال:

آیتِ وضو: وارجُلَکُم

وضاحت:

نصب اور جر دونوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

نصب کی صورت میں مغسول (یعنی وایدیکم) پر، اور جر کی صورت میں ممسوح (یعنی برء وسکم) پر عطف ہوگا

* اب ان دونوں پر عمل کرنے کی صورت یہ ہے کہ جر والی قراءت کو موزے پہننے کی صورت اور نصب والی قراءت کو موزے نہ پہننے کی صورت پر محمول کیا جائیگا۔

تیسرے طریقے کی دوسری مثال:

"حتّٰی یَطْهُرْنَ"

اس کی تخفیف اور تشدید کے ساتھ دو قراءتیں ہیں -
اگر عورت کو دس دن حیض آئے تو تخفیف والی قراءت پر عمل ہوگا
یعنی حیض والی عورت سے اس کے غسل کرنے سے پہلے جماع کرنا جائز ہے.
کیونکہ یہاں اس کا محض باقی ہونا کافی ہے. اور وہ حیض کے ختم ہونے سے
پاک ہو جاتی ہے. اگر عورت کا حیض دس دنوں سے کم دن میں ختم ہو
تو تشدید والی قراءت پر عمل کرنا ضروری ہوگا. اور وہ جب تک غسل نہ کرے
وطی کرنا جائز نہیں ہوگا.

"تمسکاتِ ضعیفہ"

اس سے مراد وہ دلائل ہیں جو احناف کے نزدیک
ضعیف ہیں کہ یعنی کمزور ہیں کہ

س جو دلائل احناف کی وجہ سے کمزور ہیں ان کی نشانی اور ضعف کی وجہ بیان
کریں؟

ج حضور علیہ السلام کی حدیثِ پاک ہے.

"اِنَّهٗ قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قے فرمائی اور وضو نہیں کیا، اس سے امام
شافعی نے یہ دلیل پکڑی کہ قے ناقض وضو نہیں ہے.
یہ ضعیف ہے: کیونکہ حدیثِ مغلی سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت
قے وضو کو واجب نہیں کرتی اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے:
اختلاف تو اس کے غیر ناقض وضو ہونے کے بارے میں ہے. اور حدیث
میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ثابت ہو کہ قے ناقض وضو نہیں.

Date

2) قرآن کی آیت : "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ"
اس آیت سے بعض شوافع حضرات نے استدلال کیا کہ پانی میں مکھی گر جائے تو ناپاکی ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ استدلال کمزور ہے۔ کیونکہ نص قرآنی سے مردار کا حرام ہونا ثابت ہے۔ اور اس مسئلے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف تو پانی کے ناپاک ہونے کے بارے میں ہے اور وہ اس آیت سے ثابت نہیں۔

03) حضور کا فرمان: "حُتِّيهِ ثُمَّ اُقْرُصِيهِ ثُمَّ اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ"
اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ سرکہ نجاست کو زائل نہیں ہوتا لیکن یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ حدیث سے جو چیز ثابت ہو جاتی ہے وہ یہ ہے۔ کہ جب خون اپنے محل پر موجود ہو اس کو پانی سے دھونا واجب ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے: اختلاف تو اس بارے میں ہے کہ خون کے دور ہونے کے بعد وہ جگہ سرکہ سے پاک ہو گئی ہے یا نہیں۔

04) حضور کا فرمان "فِي اَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ"
اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ بکری کے عوض قیمت دینا جائز نہیں ہے یہ استدلال کمزور ہے؛ اس لئے کہ حدیث بکری کے واجب ہونے کا تقاضہ کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے: اختلاف تو بکری کی قیمت دینے سے واجب زکوۃ کے ساقط ہونے میں ہے۔

05) اللہ کا فرمان۔ "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ"
اس فرمان کے ذریعے ابتداءً وجوب عمرہ پر استدلال کرنا ضعیف ہے: اس لئے کہ یہ نص پورا کرنے کے وجوب کا تقاضہ کرتی ہے۔ اور پورا کرنا شروع کرنے کے بعد ہوتا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اختلاف تو ابتداءً عمرہ کے واجب ہونے میں ہے۔

فصلٌ: فی تقریر حروف المعانی۔

حروف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حروفِ مبانی (۲) حروفِ معانی۔

حروفِ مبانی:

وہ حروف ہے جن سے کلمہ مرکب ہو اور ان کو ترکیب کیلئے وضع کیا گیا ہو یعنی جن کو جوڑ کر کلمہ بنایا جاتا ہو اور وہ خود کلمہ نہ ہو جیسے ضَرَبَ ض، ر، ب۔

حروفِ معانی:

وہ حروف ہے جو ترکیب سے زائد کسی اور معنی کیلئے بھی وضع کئے گئے ہو اور یہ معنی پر بھی دلالت کرتے ہوں۔

س: وہ کونسے حروف ہیں جن سے یہاں بحث کی جائے گی؟

ج: وہ گیارہ حروف ہیں۔

(۱ واؤ	(۲ فاء	(۳ ثُمَّ
(۴ بَلْ	(۵ لٰکِنْ	(۶ أَوْ
(۷ حَتّٰی	(۸ اِلٰی	(۹ علٰی
(۱۰ فِی	(۱۱ باء	

س: واؤ کس معنی کیلئے آتا ہے۔ اور اس سلسلے میں امام شافعی کا کیا اختلاف ہے اور مثال بیان کریں؟

ج: ہمارے نزدیک واؤ مطلق جمع کیلئے آتا ہے۔

Date

امام شافعی: اسے ترتیب کیلئے قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک وضوء میں واجب ہے۔

*) واؤ مطلق جمع کیلئے آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ واؤ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ معطوف اور معطوف علیہ دونوں ایک ہی حکم میں شریک ہوں اس میں ترتیب اور تراخی اور مقارنت کا لحاظ نہیں ہوتا۔

واؤ مطلق جمع کیلئے آتا ہے اس کی مثال:
ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔
اِنْ کَلَّمْتِ زَیْدًا وَ عَمْرًا فَاَنْتِ طَالِقٌ)۔ تو اس صورت میں اگر اس نے پہلے عمرو سے پھر زید سے گفتگو کی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر اس نے کہا۔ اِنْ دَخَلْتِ ھٰذِہِ الدَّارَ وَ ھٰذِہِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ
اب اگر عورت دوسرے گھر میں پہلے اور پہلے گھر میں بعد میں داخل ہوئی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

امام محمد فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔
(اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ فَاَنْتِ طَالِقٌ)۔ تو اس وقت طلاق ہو جائے گی۔

معلوم ہوا کہ واؤ ترتیب کو نہیں چاہتا کیونکہ اگر واؤ ترتیب کو چاہتا تو طلاق دخول پر مرتب ہوتی اور اس صورت میں اس کا قول معلق ہوتا یعنی طلاق گھر میں داخل ہونے کے ساتھ معلق ہوتی اس وقت واقع ہوتی۔

س: کیا واؤ کسی اور معنی کیلئے بھی آتا ہے؟

ج: کبھی واؤ حال کیلئے بھی آتا ہے۔ اس وقت وہ حال اور ذوالحال کو جمع کر دیتا ہے اس وقت واؤ معنی شرط کا فائدہ دیگا۔

مثال:

جب آقا نے عبد ماذون سے کہا۔ (أدِّ إليَّ ألفًا وأنت حرٌّ)

وضاحت:

جب آقا نے کہا تو مجھے ایک ہزار روپیہ ادا کر اس حال میں کہ تو آزاد ہے تو ایک ہزار روپیہ ادا کرنا آزاد ہونے کیلئے شرط ہے۔

دوسری مثال:

امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا: جب امام نے کفار سے کہا۔ (افتحوا الباب وانتم آمنون)۔ تو امن کیلئے دروازہ کھولنا شرط ہوگا اس کے بغیر امن حاصل نہیں ہوگا۔

تیسری مثال:

امام نے اگر حربی سے کہا (أنزل وأنت آمنون)۔ تو جب تک نہیں اترے گا امن کا مستحق نہیں ہوگا۔

س: واؤ کو حال پر محمول کرنے کیلئے کوئی شرط ہے؟

ج: جی ہاں: کیونکہ واؤ کو حال کے معنی میں بطور مجاز لیا جاتا ہے لہٰذا دو چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(1) لفظ میں معنی حال کا احتمال ہو۔

(2) معنی حال پر ~~دلالت~~ کے ثبوت پر کوئی دلالت (قرینہ) بھی موجود ہو۔

Date ____

س اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔ "انت طالق" "وانت مریضۃ" او مصلیۃ
تو اس صورت میں واؤ کس معنی میں آئے گا؟

ج: اس مثال میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

فی الحال طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ عاطفہ ہوگی۔

دوسری صورت:

اگر اس نے تعلیق کی نیت کی۔

(یعنی طلاق کو معلق کرنے کی) تو اس کی نیت دیانۃ (یعنی اللہ اور اس کے درمیان درست ہوگی) لیکن قضاءً اور واؤ حال کے معنی میں ہوگا۔

کسی شخص نے کہا۔ (خُذْ ھٰذِہِ الْاَلْفَ مُضَارَبَةً وَاعْمَلْ بِھَا فِی الْبَزِّ)۔
تو اس صورت میں واؤ حال کا معنی نہیں دیگا اور مضاربہ عام ہوگی۔ کیونکہ
(واعمل بھا فی البزّ) حال بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ جملہ انشائیہ ہے۔

ماشاء اللہ 15/1/21 ممتاز علی مدنی

فصل: الفاء

س فاء کس معنی میں آتا ہے؟

ج: فاء تعقیب مع الوصل کیلئے آتا ہے۔

س تعقیب مع الوصل سے کیا مراد ہے؟ مع مثال بیان کریں؟

تعقیب مع الوصل کا مطلب:

معطوف معطوف علیہ کے فوراً بعد واقع ہو اور ان دونوں
کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو۔

نوٹ: اس وجہ سے فاء کو جزاؤں میں استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ جزا شرط کے بعد
آتی ہے۔

Date

مثال:

جب بائع نے کہا۔ (بعتُ منكَ هذا العبد بألف)

اور مشتری نے کہا (فهو حرٌّ) لہٰذا مشتری کا قول بیع کیلئے قبول ہوگا اقتضاءً

یعنی ضمنی طور پر اور آزادی مشتری کی جانب سے بیع کے بعد ثابت ہو جائے گی۔

برخلاف ما لو قال:

اگر مشتری "فهو حرٌّ" کی جگہ "وهو حرٌّ" یا "أو هو حرٌّ"

کہے تو بیع کو رد کرنا قرار پائے گا۔

تعقیب مع الوصل کی دوسری مثال:

اسی طرح اگر کسی نے درزی سے کہا: أنظُر إلى هذا الثوب

أيكفيني قميصًا؟ درزی نے دیکھ کر کہا: نعم پھر کپڑے والے کہے۔ فاقطعه

اب درزی نے کپڑا کاٹ دیا لیکن دیکھا کہ پورا نہیں تو درزی اس کا ضامن ہوگا

کیونکہ مالک نے قاطع کا حکم کفایت کے بعد دیا ہے۔ برخلاف: کپڑے والے کے قول

"اقطعه" اور "وقطعه" کے۔

س: کیا حرفِ فاء کسی اور معنی کیلئے بھی آسکتا ہے؟

ج: کبھی حرف فاء مجازًا بیانِ علت کیلئے بھی آسکتا ہے۔

نوٹ:

فاء کا مجازی معنی اس صورت میں یہاں مراد ہوگا جب حقیقی معنی

متعذر ہو۔

مثال:

جب کسی آدمی نے اپنے غلام سے کہے (أدِّ إليَّ ألفًا فأنتَ حرٌّ)۔

تو غلام اسی وقت آزاد ہو جائے گا اگرچہ اس نے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو البتہ ایک

ہزار اس کے ذمہ میں دین ہوں گے۔

Date

س حدیث کی روشنی میں منکوحہ لونڈی کے آزاد ہونے سے اسے اختیار کیسے ثابت ہوگا؟

ج: حضرت بریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکاتبہ لونڈی تھی جب انہیں آزاد کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ملکتِ بضعکِ فاختاری" چونکہ یہاں فاء بیانِ علت کیلئے ہے۔ لہٰذا مطلب یہ ہے کہ تو آزادی کے سبب اپنی بضع کی مالک ہو چکی ہے۔ لہٰذا تجھے اختیار ہے نکاح میں رہے یا فسخ کر دے۔

س حدیثِ بریرہ میں حرفِ فاء بیانِ علت کیلئے ہے۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے۔ کہ طلاق کا اختیار عورت کی حالت سے ہوتا ہے مرد سے نہیں؟

ج: منکوحہ عورت کی بضع مرد کی ملکیت ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے آزاد ہونے سے زائل نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ پہلے (جب لونڈی تھی) وہ دو طلاقوں سے نکاح سے نکل رہی تھی اب (یعنی آزاد ہونے کے بعد) شوہر کو تین طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا لہٰذا شوہر کی ملکیت بڑھ گئی اس صورت میں عورت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے اختیار دیا گیا ہے۔ چاہے تو نکاح برقرار رکھے یا رد کر دے۔

* اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شوہر کو تین طلاقوں کی ملکیت عورت کے آزاد ہونے سے حاصل ہوئی ہے اگر وہ منکوحہ لونڈی ہوتی تو شوہر کو دو طلاق کا اختیار ہوتا۔

* لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کی تعداد کا اختیار عورت کی حالت پر موقوف ہے۔ شوہر کے آزاد یا غلام ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

* احناف کے نزدیک:

طلاقوں کی تعداد عورت کی حالت پر موقوف ہے۔

* شوافع کے نزدیک:

طلاقوں کی تعداد مرد کی حالت پر موقوف ہے یعنی اگر مرد آزاد ہے تو تین طلاق کا اختیار اور غلام ہے تو دو طلاق کا اختیار ہے۔

فصل: ثُمَّ

س: ثُمَّ کس معنی کیلئے آتا ہے۔ کامل وضاحت اور اس میں امام اعظم اور صاحبین کا کیا موقف ہے؟

ج: ثُمَّ تراخی کیلئے آتا ہے۔ یعنی ثُمَّ اپنے معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ جمع کرتا ہے۔ لیکن تاخیر و مہلت کے ساتھ۔

امام اعظم کے نزدیک: ثُمَّ لفظ اور حکم دونوں میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔

صاحبین کے نزدیک: ثُمَّ فقط حکم میں تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔

لفظ کے اعتبار سے تراخی کا مطلب: متکلم نے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان سکوت کا وقفہ نہ کیا ہو لیکن تقدیراً ان کے درمیان وقفہ سمجھا جائے گا۔

حکم کے اعتبار سے تراخی کا مطلب: معطوف کیلئے حکم معطوف علیہ کے حکم کے کچھ دیر بعد ثابت ہوگا۔

نوٹ: مثال سمجھنے سے پہلے اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ غیر مدخول بہا ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جاتی ہے۔ اگر شوہر نے دوسری تیسری طلاق دی تو طلاق لغو ہو جائیگی۔

مثال:

جب شوہر نے غیر مدخول بہا بیوی سے کہا: اِنْ دَخَلْتِ فَاَنْتِ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ ثُمَّ طَالِقٌ

امام اعظم کے نزدیک پہلی طلاق شرط کی وجہ سے دخول دار پر معلق ہوگی۔ اور دوسری طلاق فوراً واقع ہوگی کیونکہ شوہر نے پہلی طلاق کو دخول دار پر معلق کیا پھر کچھ دیر خاموش رہا پھر "ثُمَّ طَالِقٌ" کہا اور اس کا تعلق دوسری طلاقوں کی شرط کے ساتھ معلق نہیں لہٰذا فی الحال طلاق ہو جائے گی۔ اور تیسری طلاق لغو ہو جائے گی۔ کیونکہ غیر مدخول بہا ایک طلاق کے بعد بائنہ ہوگی۔ اب یہ محل

Date

طلاق نہ دی اور صاحبین کے نزدیک تینوں طلاقیں دخول دار پر معلق ہوگی پھر دخول کے وقت ترتیب ظاہر ہوگی۔ لہٰذا دخول کے وقت پہلی طلاق کو واقع ہوگی۔ اور دوسری اور تیسری طلاق ہو لغو ہو جائیگی۔

ختم شد

فصل : بَل

س: بل کس معنی کیلئے آتا ہے مثال کے ساتھ بیان کریں؟

ج: بل غلطی کی تلافی کیلئے آتا ہے۔ یعنی متکلم نے ماقبل والے کلام سے رجوع کرکے مابعد کلام اول کلام کے قائم مقام بنا دیا ہے۔

مثال:

کسی شخص نے کہا "لفلانٍ علیّ الفٌ لا بَل الفانِ"

وضاحت:

اس صورت میں اس (مقر) پر دو ہزار لازم ہونگے کیونکہ لفظ بَل کی حقیقت یہ ہے کہ وہ غلطی کی تلافی کیلئے آتا ہے۔ اس طرح کہ ثانی کو اول کے قائم مقام رکھا جاتا ہے یہاں اس نے ایک ہزار کو لفظ بَل کے ذریعے غلط قرار دے کر دو ہزار کا اقرار کیا ہے۔ لہٰذا اس پر دو ہزار لازم ہونگے:-

یہ ہمارے نزدیک ہے امام زفرؒ کے نزدیک تین ہزار واجب ہونگے

نوٹ:

البتہ فرق اتنا ضرور ہے کہ دو ہزار جس ایک ہزار شامل ہونگے۔ لہٰذا ایک ہزار والے قول کو باطل قرار نہیں دینگے بلکہ پہلے والے ہزار میں ایک اور ہزار ملا کر دو ہزار مکمل کرلے گی۔

Date

کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی غیر مدخول بیوی سے کہتا ہے "انتِ طالق لا بَل ثنتین" تو وہاں دو کے بجائے ایک طلاق ہوتی ہے؟

اس شخص کا یہ کلام انشاء ہے۔ خبر نہیں ہے۔ اور تلافی خبر میں ہوتی ہے۔ انشاء میں نہیں ہوتی لہٰذا ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور "بَل ثِنتَین" کہتے وقت غیر مدخول بہا طلاق کا محل ہی نہیں رہے گی۔ لہٰذا "بَل ثِنتَین" کلام لغو ہو جائے گا۔

البتہ اگر عورت مدخول بہا ہو تو تین طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ "بَل ثِنتَین" کہتے وقت طلاق کا محل ہے۔

فصل: لکن

س: لکن کس کیلئے آتا ہے نیز اس کا حکم کیا ہے اور کلمہ لکن کیلئے حرف عطف ہونے کیلئے کتنی شرطیں ہیں؟

ج: لکن نفی کے بعد استدراک (یعنی سابقہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کیلئے) آتا ہے۔

حکم:

لکن کا حکم اپنے مابعد کلام کو ثابت کرتا ہے۔

لکن کے حرفِ عطف ہونے کیلئے شرط:-

لکن کے حرفِ عطف ہونے کیلئے دو شرطیں ہیں۔

(1) لکن کا مابعد اور ماقبل کلام آپس میں متصل ہو۔

(2) اثبات اور نفی کا محل الگ الگ ہو۔

لکن اور بل میں فرق:-

* لکن نفی کے بعد واقع ہوتا ہے۔
* بل نفی اور اثبات دونوں کے بعد واقع ہوتا ہے۔

لکن کی مثال اور وضاحت:-

جب کسی شخص نے کہا "لِفلانٍ علیَّ الفٌ قرضٌ" تو دوسرے نے کہا "لا ولکنّہ غَصَبٌ" تو چونکہ کلام میں اتصال ہے لہذا اس پر ایک ہزار لازم ہو جائیں گے اور نفی کا تعلق سبب کے ساتھ ہوگا مال کے ساتھ نہیں ہوگا گویا کہ وہ قرض کی نفی کر رہا ہے اور ایک ہزار بطور قرض ثابت کر رہا ہے۔

دوسری مثال:

کسی شخص نے کہا: "لِفلانٍ علیَّ الفٌ من ثمنِ ھذہِ الجاریۃ" تو اس فلاں نے کہا: "لا جاریۃ جاریتک ولکن علیک الفٌ"

وضاحت:

اس میں بھی سبب کی نفی ہوگی اصل مال کی نفی نہیں ہوگی۔ اور اس پر ایک ہزار لازم ہو جائیں گے۔

کوئی ایسی مثال بیان کریں جس میں حرفِ لکن عطف کیلئے نہ ہو؟

ایک شخص کے قبضے میں غلام ہو اور وہ کہے: "هذا لفلان" اس کے جواب میں وہ فلاں کہتا ہے۔ "ما كان لي قط لكن لفلان آخر" تو اس صورت میں اگر کلام متصل ہو تو یہ غلام اس دوسرے مقر لہ کا ہوگا۔ کیونکہ اس نے لکن کے ذریعے اپنے آپ سے نفی کر کے دوسرے کیلئے ثابت کیا ہے۔ اگر کلام میں اتصال نہ ہو تو غلام اس آدمی کا ہوگا۔ جس نے سب سے پہلے اقرار کیا یعنی جس کے قبضے میں ہے۔

کوئی ایسی مثال بیان فرمائیں جس میں لفظ لکن استیناف کیلئے ہو اور عطف کیلئے اس میں نہ ہو اس کے ماقبل اور بعد میں تضاد ہو یعنی اثبات اور نفی کا محل الگ الگ ہو؟

ج: اگر کسی لونڈی نے آقا کی اجازت کے بغیر خود اپنا نکاح کر لیا اور سو درہم مہر مقرر کیا تھا تو معلوم ہوا تو اس نے کہا۔ "لا أجيز العقد بمائة درهم لكن أجيزه بمائة وخمسين" تو اس صورت میں لکن عطف کیلئے نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس نے پہلا نکاح کو رد کیا پھر اس کی اجازت دے دی ہے لہٰذا تضاد کی وجہ سے نکاح باطل ہو جائے گا۔

ختم شد

فصلٌ : أَوْ

Date

س أَوْ کس معنی کیلئے آتا ہے مع مثال بیان کریں؟

ج: کلمہ أَوْ مذکورہ دو چیزوں میں سے ایک کو شامل کرنے کیلئے آتا ہے۔

مثال:

جب کسی آقا نے کہا: "هذا حرٌّ أَوْ هذا"

وضاحت:

مذکورہ قول ایسا ہو جائے گا۔ گویا کہ اس نے کہا "أحدهما حرٌّ" اس وجہ سے اس کو بیان کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

س کوئی ایسی مثال بیان فرمائیے جس میں أَوْ واو عطف کیلئے استعمال ہو؟

ج اگر کسی کی تین بیویاں ہوں اور وہ کہے "هذه طالقٌ أَوْ هذه وهذه"

وضاحت:

تیسری عورت اسی وقت مطلقہ (طلاق یافتہ) ہو جائے گی لیکن پچھلی دو میں سے ایک شوہر کے ذمہ ہوگا۔ گویا کہ اس نے یہ کہا: "أحدهما طالقٌ وهذه" ثم دونوں میں سے ایک اور اس یعنی تیسری کو طلاق ہو جائے گی۔

س حالف کا قول: "لا أُكلِّمُ هذا أَوْ هذا وهذا" میں امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کا کیا موقف ہے؟

ج: مذکورہ قول امام زفر کے نزدیک "لا أُكلِّمُ أحد هذين وهذا" کے مرتبے میں ہوگا۔ لہٰذا امام زفر کے نزدیک اس وقت حانث نہیں ہوگا جب تک کہ وہ پہلے دو سے اور تیسرے سے بات نہ کرے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک: اگر صرف اوّل سے کلام کیا تو حانث ہو جائے گا اور اگر آخری دو میں سے کسی ایک سے کلام کیا تو حانث نہیں ہوگا جب تک کہ ان دونوں سے نہ کلام کرلے۔

قاعدہ:
اگر نکرہ تحت نفی ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

س اگر کوئی شخص نکاح کے وقت کہے: تزوجتک علی ھذا أو علی ھذا الف درھم او علی ھذا الفین، تو کون سا مہر قرار پائے گا؟
ج امام اعظم کے نزدیک: مہر مثل ہوگا کیونکہ موجب اصلی نکاح کے یہاں مہر مثل ہے۔

س نماز میں تشہد فرض نہیں ہے اسکی کیا وجہ ہے؟

ج: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ: اذا قلت ھذا أو فعلت ھذا فقد تمت صلوتک، تو یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اتمام کو دو چیزوں میں سے ایک سے معلق کیا ہے۔ یعنی یا تشہد پڑھنا یا قعدہ کرنا تشہد کی مقدار اب چونکہ تشہد کی مقدار فرض قرار دے دیا گیا ہے لہذا تشہد فرض نہیں ہوگا۔

س لفظ أو نفی اور اثبات دونوں صورتوں میں ایک جیسا عمل کرتا ہے؟

ج دونوں صورتوں میں اس کا عمل ایک جیسا نہیں ہوتا۔
نفی کی صورت دونوں میں سے ہر ایک سے نفی کرتا ہے بغیر اختیار کیے۔
اور اثبات کی صورت میں اس کا عمل بطور اختیار دو میں سے کسی ایک کو شامل ہوتا ہے۔

س لفظ أو کس اور معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مع مثال بیان فرمائیں۔

ج: کبھی لفظ "أو" حتیٰ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
مثال:
ہمارے اصحاب نے فرمایا۔ اگر کسی نے قسم اٹھائی اور کہا: "لا ادخل ھذہ الدار أو ادخل ھذہ الدار"، اس مثال میں "او" حتیٰ کے معنی میں ہے۔

Date

وضاحت:
اگر وہ شخص پہلے گھر میں داخل ہو تو حانث ہوگا۔ اور اگر دوسرے گھر میں داخل ہوا تو قسم پوری ہو جائے گی۔

فصل: حتّٰی

س لفظ حتی کس معنی میں استعمال ہوتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج لفظ حتی اپنی اصل وضع کے اعتبار سے "الیٰ" کی طرف غایت کیلئے آتا ہے۔ لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کا ماقبل امتداد کی اور مابعد غایت بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مثال:
عبدی حرٌّ ان لم اضربک حتی یشفع فلانٌ، أو حتی تصیح أو حتی یدخل اللیل۔

وضاحت:
ان تمام صورتوں میں حتی کا ماقبل یعنی مارنا امتداد کو قبول کرتا ہے۔ کیونکہ بار بار مارنے سے امتداد پایا جائے گا۔ اور حتی کا مابعد کی تمام صورتیں اس مارنے اختتام کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یعنی کسی کی سفارش کرنا یا مارنے والے کی چیخ وغیرہ: اگر وہ الف مارنے سے رک جائے غایت سے پہلے تو حانث ہو جائے گا۔

س حتی اصل وضع میں غایت کیلئے ہے دونوں شرائط کے پائے جانے کے وقت اگر وہ شرائط نہ پائی جائے تو حتی کس معنی میں ہوگا۔ مع مثال بیان کریں؟

ج اگر شرط نہ پائی جائے یعنی پہلے والا قابل امتداد نہ ہو اور حتی کے بعد والا غایت بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو حتی سے ماقبل سبب اور مابعد جزاء قرار پائے گا۔

مثال ماقبل سبب اور مابعد جزاء کی:
جب مولی نے کہا: عبدی حرٌّ ان لم آتک حتی تغدینی۔

وضاحت:
ناشتہ کروانا نہ کرنے کی غایت نہیں بن سکتا اس لیے کہ وہ ناشتہ تو بار بار آنے کا سبب ہے لہٰذا یہاں حتیٰ غایت کیلئے نہیں ہوگا بلکہ یہ لام کئی کے معنی میں ہوگا

س حتیٰ عطف محض کیلئے کب استعمال ہوتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج: اگر حتیٰ کا مابعد اوّل کے یعنی ماقبل جزاء بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس وقت حتیٰ عطف محض پر محمول کیا جائے گا۔

مثال: عبدی حرٌّ إن لم آتِك حتّى أتغدّى عندي اليوم

9/11/23
ماشاءاللہ
اللھم زد فزد
اعلیٰ محنت

فصل: اِلیٰ

س: اِلیٰ کس معنی کیلئے آتا ہے؟

ج: اِلیٰ انتہاءِ غایت کیلئے آتا ہے۔ لیکن اس کی دو صورتیں ہیں۔
1) بعض اوقات میں اِلیٰ امتدادِ حکم کو آگے بڑھنے کیلئے آتا ہے۔
2) بعض صورتوں میں اِلیٰ اسقاطِ حکم یعنی مابعد کو حکم سے ساقط کرنے کیلئے آتا ہے۔

س: ان دو نوں صورتوں میں کیا فرق ہے مثال سے بیان فرمائیں؟

ج: پہلی صورت میں غایۃ مغیا (اِلیٰ کے مابعد) میں داخل نہیں ہوگا۔ لیکن دوسری صورت میں غایۃ مغیا (یعنی اِلیٰ کے مابعد) میں داخل ہوگا۔

پہلی صورت کی مثال:
کسی شخص نے کہا: (اِشتریت ھذا الحمائق الیٰ ھذہِ الحائط)۔
اس صورت میں حائط (یعنی دیوار) بیع میں داخل نہیں ہے۔

دوسری صورت کی مثال:
کسی شخص نے قسم اٹھائی: (لا اکلّم فلاناً الیٰ شھر)
اس صورت میں شھر (یعنی مہینہ) حکم میں داخل ہوگا۔

اِسی مذکورہ بحث کے ضمن میں امام اعظم، امام یوسف، امام محمد، امام زفر کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ بیان فرمائیں؟

ج: ہمارے نزدیک وضو کرتے وقت کہنیاں، ٹخنے، ہاتھوں اور پاؤں کو دھونے کی فرضیت میں شامل ہے۔

س: کیا کلمہ اِلیٰ کسی اور معنی کیلئے بھی آتا ہے؟

ج: کبھی کلمہ اِلیٰ حکم کو غایۃ تک مؤخر کرنے کیلئے آتا ہے۔
مثال: اسی وجہ سے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: "انتِ طالقٌ اِلیٰ شھر"
اور اس کی کوئی نیت نہ ہو تو ہمارے نزدیک اسی وقت طلاق نہ ہوگی بلکہ ایک مہینہ
گزر

فصل: علیٰ

س: لفظ علیٰ کس معنی کیلئے آتا ہے مع مثال بیان فرمائیں؟

ج: لفظ علیٰ الزام کیلئے آتا ہے۔ اور اس کا لغوی (اصلی) معنی: تفوق (فوقیت) اور تعلّی (بلندی) کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔

مثال:

اگر کسی نے کہا۔ لفلانٍ عليَّ الفٌ

اس کو قرض پر محمول کیا جائیگا۔ برخلاف عندي یا قِبَلي کے۔

س: کوئی ایسی مثال بتائیں جس میں کلمہ علیٰ تفوق اور تعلّی کا فائدہ دیتا ہے؟

ج: امام محمد "سیر کبیر" میں فرماتے ہیں۔ جب امیر قلعہ نے مسلمان مجاہدین ~~کو امان دیا~~ ~~تو یہ دس اس کے علاوہ~~ کو کہا: (آمنوني على عشرةٍ من اهلِ الحصنِ) اگر مسلمان نے اس کو امن دے دیا تو یہ دس اس کے علاوہ ہوں گے اور تعین کا اختیار جس اسے حاصل ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اسے جو دس پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ علی عشرۃ کہنے کی وجہ سے ہے

س: کلمہ علیٰ اور کس معنی کیلئے آتا ہے۔ مع مثال؟

ج: کلمہ علیٰ بعض اوقات مجازاً باء کے معنی میں آتا ہے۔ اور کبھی شرط کے معنی میں آتا ہے

مثال علیٰ بمعنی باء:-

اگر کسی شخص نے کہا: (اِبتعك هذا على الفٍ)

یہاں ہزار درہم معاوضہ کے طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ لہٰذا لفظ علیٰ باء کے معنی میں ہوگا اور یہ اس کا مجازی معنی ہے۔

مثال علیٰ بمعنی شرط:-

اللہ کا فرمان۔ (یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا)

فصل : فی

س کلمہ فی کس معنی کیلئے لایا جاتا ہے۔ مع مثال؟
ج: کلمہ فی ظرفیت کیلئے آتا ہے۔
مثال:
کسی شخص نے کہا: (غصبت ثوبا فی منديل او تمرا في قوصرة)۔
تو دونوں صورتوں میں اس پر تمام چیزیں لازم ہو جائیں گی۔

س کلمہ فی کس ظرف میں استعمال ہوتا ہے؟
ج: کلمہ فی ظرف زمان و مکان اور فعل لغوی (مصدر) میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
مثال ظرف زمان کی:
ظرف زمان میں کلمہ فی کے استعمال میں صاحبین اور امام اعظم کا اختلاف ہے۔
صاحبین کے نزدیک:- ظرف زمان میں کلمہ فی کو حذف کرنا اور ظاہر کرنا برابر ہے۔ یعنی معنی میں تبدیلی نہیں ہوگی۔
(انتِ طالقٌ فی غدٍ ، انتِ طالقٌ غدًا) کے مرتبہ میں ہوگا۔ یعنی دونوں صورتوں میں طلوع فجر کے وقت طلاق ہوگی۔
امام اعظم کے نزدیک: ظرف زمان میں "فی" کو حذف کرنے کی صورت میں طلوع فجر کے وقت طلاق ہوگی۔ اور ظرف زمان میں فی کو ظاہر کرنے کی صورت میں اگر نیت کی تو جزء مبہم یعنی طلوع فجر میں طلاق ہوگی۔

قاعدہ:
کلمہ فی کو اگر مکان میں استعمال کیا جائے۔ اور ایسی چیز میں استعمال کیا جائے جو کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہوتی تو اس صورت میں فی کا ظرفیت والا معنی مراد نہیں ہوگا۔
ظرف مکان کی مثال:
کسی شخص نے کہا: (انتِ طالقٌ فی الدارِ وفی مکۃ)
وضاحت:
تو علی الاطلاق طلاق واقع ہو جائے گی۔ تمام جگہوں میں مذکورہ قاعدہ کے وجہ سے۔

س: جب کلمہ "فی" میں ظرفیت کا معنی پایا جائے اس صورت میں کوئی شخص کسی فعل پر قسم اٹھائے اور اس فعل کی اضافت کرے زمان یا مکان کی طرف تو کیا حکم ہوگا وضاحت

ج: اگر کسی نے قسم اٹھائی کسی فعل پر اگر فعل لازم ہے. تو پوری کرنے کیلئے فاعل کا زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہوگا.

• اگر فعل متعدی ہے تو مفعول کا زمان یا مکان میں موجود ہونا شرط ہے۔

مثال دوسری صورت کی:

کسی نے کہا: إن ضربتك في المسجد فكذا:

تو حانث ہونے کیلئے مضروب کا مسجد میں یعنی مکان میں ہونا شرط ہے۔

مثال پہلی صورت کی:

کسی نے کہا: إن شتمتك في المسجد فكذا.

قسم پوری کرنے کیلئے شاتم کا مسجد میں ہونا ضروری ہے۔

س: اگر کلمہ فی "فعل لغوی" میں ہو تو کس معنی میں ہوگا؟

ج: اگر کلمہ "فی" فعل پر داخل ہو تو شرط کے معنی دیتا ہے۔

مثال:

امام محمد فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا: انتِ طالق فی دخولك الدار

وضاحت:

تو گھر میں داخل ہونا وقوع طلاق کیلئے شرط ہوگا۔

فصل : الباء

Date

س: لفظ باء کس معنی کیلئے آتا ہے؟

ج: اہل لغت کا اس بات پر اجماع ہے کہ لفظ باء وضع لغت میں الصاق کیلئے آتا ہے۔ اور باقی معانی میں لفظ باء مجازاً استعمال ہوتا ہے۔

• کلام میں اصل ملصق ہے۔ اور ملصق بہ تابع ہے۔

قاعدہ:

تابع اصل کے ساتھ ملصق (ملا ہوا) ہے۔ اصل تابع کے ساتھ ملصق نہیں ہے۔

مثال باء کی:

اگر کوئی شخص کہے: (بعت منك هذا العبد بكرٍّ من الحنطة)

اس مثال میں غلام مبیع اور گندم ثمن ہوگا۔ لہذا جب حرف باء بدل (ثمن) پر داخل ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ مبیع میں ثمن تابع ہے۔ جو اصل کے ساتھ ملصق ہے۔ لہذا بیع کے معاملے میں جس پر حرف باء داخل ہوگا وہ مبیع نہیں بلکہ ثمن ہوگا۔

مثال الثانی:

ہمارے علماء فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا۔ ان اخبرتنی بقدوم فلانٍ فانت حرٌّ۔

اس سے سچی خبر مراد ہوگی یعنی ایسی خبر جو اس فلاں کے آنے کے ساتھ متصل ہو کیونکہ باء کا یہی تقاضہ ہے اگر کسی نے جھوٹی خبر دی تو آزاد نہ ہوگی کیونکہ یہ خبر اس کے آنے کے ساتھ متصل نہیں ہے۔

فصل : فی وجوہ البیان

س: بیان کی کتنے اور کون کونسے طریقے ہیں؟

ج: بیان کے سات طریقے ہیں۔

01. بیانِ تقریر
02. بیانِ تفسیر
03. بیانِ تغییر
04. بیانِ ضرورت
05. بیانِ حال
06. بیانِ عطف
07. بیانِ تبدیل۔

س: بیانِ تقریر کی تعریف مع مثال؟

ج: لفظ کا معنی ظاہر ہو لیکن اس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو متکلم ظاہری معنی کے ساتھ اپنی مراد کو واضح کر دے، اس طرح کہ بیان سے ظاہر کا حکم پختہ ہو جائیگا۔

مثال بیانِ تقریر کی:-

کسی شخص نے کہا:- لِفلانٍ علیَّ علیّ قفیزُ حنطۃٍ بقفیزِ البلدِ

وضاحت:

اس شخص کا قول: قفیز البلد بیان تقریر سے ہے کیونکہ یہ احتمال بھی تھا کہ شہر کے علاوہ کسی دوسرے جگہ کا قفیز مراد ہو۔ تو جب متکلم نے بقفیز البلد کا لفظ بولا تو ظاہری معنی یعنی شہر کا قفیز پکا ہو گیا۔

ما شاء اللہ
21/11/23

ممتاز علی مدنی عفی عنہ

Date

فصل: بیان التفسیر

بیانِ تفسیر کی تعریف مع مثال؟

جب لفظ کی مراد واضح نہ ہو تو متکلم اپنے بیان سے اس کی وضاحت کر دے۔

بیانِ تفسیر کی مثال:

جب کسی شخص نے کہا۔ (لفلانٍ علیّ شیئٌ) یعنی فلاں کی مجھ پر کوئی چیز ہے پھر متکلم نے اس کی تفسیر (بثوبٍ) یعنی کپڑے سے کردی تو یہ بیانِ تفسیر ہے۔

بیانِ تقریر و بیان کا حکم بیان کریں؟

ان دونوں قسموں کا حکم یہ ہے کہ متصلا اور منفصلا دونوں طرح سے صحیح ہوتا ہے۔ یعنی بیانِ تفسیر و بیانِ تقریر پیچھلے کلام سے ملا کر یا الگ دونوں طرح صحیح ہوتا ہے۔

فصل: بیان التغییر

بیانِ تغییر کی تعریف مع مثال؟

متکلم اپنی زبان کے ذریعے اپنے معنی کو بدل دے۔

مثال: تعلیق اور استثناء ہیں۔

وضاحت:

ایک شخص نے کہا کہ ان دخلتِ الدار کہا تو اس میں غلام کسی شرط کے بغیر آزاد ہو رہا ہے۔ لیکن متکلم نے ان دخلتِ الدار کہہ کر خود اپنے کلام کا مفہوم بدل دیا۔ اور اسے مشروط کر دیا۔

معلق بالشرط کے متعلق ہمارے احناف اور امام شافعی کے درمیان کیا اختلاف ہے۔ مع مثال بیان فرمائیں۔

احناف کے نزدیک: معلق بالشرط اس وقت سبب بنتا ہے۔ جب شرط پائی جائے۔ اس سے پہلے نہیں۔

امام شافعی کے نزدیک:

تعلق فی الحال سبب ہے۔ البتہ شرط کا نہ پایا جانا حکم سے مانع ہے۔

Date

مثال:-

جب کسی شخص نے کسی اجنبی عورت سے کہا:-

اِن تزوجتکِ فانتِ طالقٌ۔

امام شافعی کے نزدیک یہ تعلیق باطل ہے کیونکہ تعلیق کا حکم یہ ہے کہ صدر کلام علت بن سکے اور یہاں طلاق اور عتاق علت نہیں بن سکتے کیونکہ ان کی اضافت اپنے محل ~~طلاق اور عتاق~~ کی طرف نہیں ہے۔

احناف کے نزدیک :- یہ تعلیق صحیح ہے اگر اس نے اجنبی عورت سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ کیونکہ احناف کے نزدیک معلق بالشرط شرط کے پائے جانے کے وقت سبب ہوتا ہے نہ کہ اس سے پہلے لہذا یہ تعلیق صحیح ہے۔

کیا احناف کے نزدیک وقوع تعلیق ہونے کیلئے کوئی شرط ہے مع مثال تحریر کریں؟

احناف کے نزدیک وقوع تعلیق کے صحیح ہونے کیلئے دو باتیں ہیں۔ جن میں سے ایک کا ہونا شرط ہے: یا تو ملک کی طرف اس کی اضافت ہو یا سبب ملک کی طرف اس کی اضافت ہو۔

مثال:-

اگر کسی نے اجنبی عورت سے کہا: اِن دخلتِ الدار فانتِ طالقٌ:

پھر اس سے نکاح کیا پھر اس کے بعد شرط بھی پائی گئی تو طلاق واقع نہیں ہو گی۔ کیونکہ وہ اجنبی تعلیق کے وقت اس کی ملکیت نہیں ہوتی اور سبب ملک یعنی نکاح کی طرف کی اضافت نہیں۔

Date

فصل : بیانِ ضرورت

بیانِ ضرورت کی معنیٰ تعریف مع مثال تحریر کریں؟

جو متکلم کے کلام سے اقتضاءً سمجھ آ رہا ہو اور متکلم کے کلام میں اس بیان کیلئے کوئی لفظ موجود نہ ہو۔

مثال:

اللہ کا فرمان: ووَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ میت کی وراثت میں ماں باپ دونوں شریک ہے جو ماں کا تیسرا حصّہ بیان کر دیا تو اس سے باپ کا حصّہ خود بخود اقتضاءً معلوم ہو گیا۔ کیونکہ جب ماں کا تیسرا حصّہ ہے تو باقی دو حصّے باپ کے ہوں گے حالانکہ اس کیلئے کوئی لفظ استعمال نہیں کیے گئے۔

فصل : بیانِ حال

بیانِ حال کی تعریف اور چند مثالیں تحریر کریں؟

جس جگہ کچھ بیان کرنے کی ضرورت ہو اور وہاں خاموشی اختیار کر لی جائے تو یہ خاموشی بیانِ حال کہلائے گی۔

مثال اوّل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کوئی کام کرتے ہوئے دیکھا اور اسے روکا نہیں بلکہ خاموشی اختیار کر لی تو آپ کا سکوت بیانِ حال ہوگا کہ شرعاً یہ کام جائز ہے۔

مثال الثانی:

اگر ایک آدمی (شفیع) کو معلوم ہو کہ اس کے ساتھ والا گھر فروخت ہو رہا ہے۔ تو اس کو شفعہ کا حق حاصل ہے لیکن جب اس کو گھر کی بیع کا علم ہو تو یہ خاموش رہا تو اس کا سکوت بیان بیانِ حال ہوگا کہ وہ اس بیع پر راضی ہے اس لئے اس کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

فصل: بیان عطف

س: بیانِ عطف کی اصطلاحی اور لغوی تعریف بیان کریں؟

ج: بیانِ عطف وہ بیان ہے۔ جو عطف کی وجہ سے بیان بن کر واقع ہو یعنی عطف کے ذریعہ کسی چیز کو بیان کیا جائے۔

عطف کا لغوی معنی:- لوٹانا اور موڑنا ہے۔ اور عطف بھی اپنے مابعد کو ماقبل کی طرف لوٹاتا ہے۔

عطف کی صورتیں ثلاثہ بیان کریں بمع مثال:-

پہلی صورت:-

یہ ہے کہ مفرد کا عطف مجمل جملے پر ہو رہا ہو اور مفرد مکیلی یا موزونی چیز ہو تو عطف اس مبہم جملے کا بیان ہوگا۔

مثال:-

کسی شخص نے کہا۔ لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَدِرْهَمٌ۔

اس مثال میں "مِائَةٌ" کا "درهم" پر عطف ہے۔ اور عطف بیان کے مرتبہ میں ہوگا۔ مطلب یہ ہوگا کہ معطوف علیہ بھی معطوف کی جنس سے ہے۔ جس طرح معطوف سے مراد درہم ہے اسی طرح معطوف علیہ سے مراد بھی درہم ہے۔

دوسری صورت:-

یہ ہے کہ عددِ مرکب کا عطف ہو کسی مجمل جملے پر اور وہ عددِ مرکب مکیلی یا موزونی چیز ہو یا غیر مکیلی یا غیر موزونی چیز سے ہو تو یہ عطف بھی بالاتفاق بیان ہوگا۔

مثال:-

کسی شخص نے کہا: لِفُلَانٍ عَلَيَّ مِائَةٌ وَثَلَاثَةٌ۔

اس مثال میں مِائَةٌ کا ثَلَاثَةٌ پر عطف ہے اور یہ عطف بیان کے مرتبے میں ہوگا۔ مطلب یہ ہوگا کہ معطوف علیہ معطوف کی جنس سے ہے جس طرح معطوف سے مراد ثلاثہ ہے اسی طرح معطوف علیہ سے مراد بھی ثلاثہ ہے۔

Date

تیسری صورت:-

یہ ہے کہ مفرد کا عطف کسی مجمل جملے پر ہو رہا ہو اور وہ مفرد غیر مکیلی یا غیر موزونی ہو تو یہ عطف بیان کیلئے ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

طرفین کے نزدیک:- یہ عطف بیان کیلئے نہیں ہوگا۔

امام ابو یوسف کے نزدیک:- یہ عطف بیان کیلئے ہوگا۔

مثال:-

کسی شخص نے کہا: لِفلانٍ عَلَیَّ مِئَۃٌ وشاۃٌ۔

فصل: بیان تبدیل

س: بیانِ تبدیل کی تعریف۔ اور بیانِ تبدیل کس کیلئے شرط ہے؟

ج: کسی حکم کو ختم کر دینا اور منسوخ کر دینا تبدیل کہلاتا ہے۔

* بیانِ تبدیل اور حکم کو منسوخ کرنا صرف صاحبِ شرع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جائز ہے۔ لیکن بندوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

نوٹ:-

اسی مذکورہ بات (یعنی لا یجوز النسخ من العباد) پر مصنف نے فرمایا۔ کل کا استثناء کل سے کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے کسی آدمی سے کہنا۔ لہٗ عَلَیَّ مِئَۃٌ اِلَّا مِئَۃٌ۔

آدمی کا یہ استثناء باطل ہو جائیگا۔ کیونکہ کل کا استثناء کل سے کرنا یہ حکم کو منسوخ و تبدیل کرنا ہے۔ اور بندے کیلئے حکم کو منسوخ کرنا جائز نہیں۔

: اسی طرح طلاق، عتاق اور اقرار سے رجوع جائز نہیں کیونکہ یہ بھی کل کا کل سے استثناء کرنا ہے اور کل کا کل سے استثناء کرنا حکم کو منسوخ کرنا ہے۔ اور حکم کو منسوخ کرنا بندے کیلئے جائز نہیں ہے۔

ماشاء اللہ

اللّٰھم زد فزد

ممتاز

س: کوئی ایسی مثال بیان فرمائے جو کچھ کے نزدیک بیانِ تبدیل ہو اور کچھ کے نزدیک بیانِ تغیر ہو۔

ج: جب کسی شخص نے کہا: لفلانٍ علیّ الفٌ قرضٌ أو ثمنُ المبیعِ ہم کہا۔ زیوفٌ

اگر زیوف پہلے کلام سے متصل ہو تو

صاحبین کے نزدیک: بیانِ تغییر ہے لہٰذا موصولاً صحیح ہے۔

امامِ اعظم کے نزدیک: یہ بیانِ تبدیل ہے۔ لہٰذا اتصال کے ساتھ بھی صحیح نہیں ہے۔

دوسری بحث

البحث الثانی فی سنۃِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

س: سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی؟

ج: سنت کا لغوی معنی: عادت اور طریقہ ہے۔

اصطلاحی معنی:

سنت ہر اس نفل عبادت کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اس کا ترک کرنے پر گناہ نہ ہو۔

علماء اصولیین کے نزدیک سنت کی تعریف:

حضور کے قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔

سنتِ تقریری:

آپ کے سامنے کوئی کام ہو اور آپ نے اس سے منع نہ کیا ہو۔

س: سنت کے بجائے خبر استعمال کرنے کی وجہ:

کیونکہ عام خاص وغیرہ اقسام قول سے آتی ہے۔ فعل سے نہیں۔ اور لفظ خبر کا اطلاق قول پر ہوتا ہے جبکہ سنت کا لفظ عام طور پر فعل پر بھی بولا جاتا ہے۔

س: خبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت؟

ج: خبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازم ہونے کے حق پر کتاب اللہ کے مرتبہ میں ہے کیونکہ جس نے رسول اللہ کے حکم کی اطاعت کی اس نے اللہ کے حکم کی اطاعت کی۔

دلیل:

(وما ینطقُ عنِ الھوٰی اِنْ ھُوَ اِلّا وحیٌ یُوحٰی۔)

Date

س: الّا انّ الشھرۃ فی باب الخبر اس عبارت کی غرض؟

ج: یہاں سے مصنف ایک اعتراض مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔

اعتراض: یہ ہوتا ہے جب خبر رسول صلّی اللہ علیہ وسلم قرآن کے مرتبہ میں ہے تو ہم حدیث کو قرآن پاک کی طرح متواتر ہوتا ہے حالانکہ ہر حدیث متواتر نہیں ہے بلکہ خبر مشہور اور خبر واحد بھی ہے؟

اعتراض کا جواب:

قرآن کا ثبوت شک وشبہ سے پاک ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ثبوت اور آپ تک اس لئے احتمال میں شبہ بھی ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ احادیث پاک کو مختلف اقسام پر تقسیم کیا گیا ہے

س: ثبوت کے اعتبار سے خبر کی کتنی اقسام ہیں؟

ج: ثبوت کے اعتبار سے خبر کی تین قسمیں ہیں۔

(1) متواتر: جو صحیح طور پر ثابت ہو رسول اللہ سے بغیر شبہ کے۔

(2) مشہور: جس کے ثبوت میں کسی قسم کا شبہ ہو۔

(3) آحاد: جس کے ثبوت میں شبہ اور احتمال موجود ہو۔

س: تینوں کی قسموں کی تعریف مع مثال؟

متواتر کی تعریف:

وہ حدیث جسکو ایک جماعت نے دوسری جماعت سے نقل کیا ہو اور اس جماعت کا جھوٹ پر متفق ہونا مقصود نہ ہوں ان کے تعداد کی کثرت کی وجہ سے اسی طرح یہ حدیث ہم تک پہنچی ہو۔

مثال متواتر کی:

1) قرآن پاک کا منقول ہونا

2) فرض نماز کی رکعت کی تعداد

(3) زکوۃ کی مقدار۔

Date

حدیثِ مشہور کی تعریف:

حدیثِ مشہور وہ حدیث ہے جو دورہ اوّل میں خبرِ واحد کی طرح ہو پھر دوسرے اور تیسرے زمانے میں اتنی مشہور ہو گئی ہو کہ امت نے اسے عام قبول کر لیا ہو تو وہ خبرِ متواتر کی طرح ہو گئی ہو یہاں تک کہ وہ حدیث ہم تک پہنچی ہو۔

مثال: حدیث مسح علی الخفین اور باب زنا میں رجم کی حدیث۔

س: حدیث متواتر اور حدیثِ مشہور کا حکم؟

ج: متواتر علم قطعی کو واجب کرتی ہے اور اس کا رد کفر ہوتا ہے۔

مشہور علم طمانیت کو ثابت کرتی ہے۔ اور اس کا رد کرنا بدعت ہوتا ہے۔

س: خبرِ واحد کی تعریف اور حکم؟

ج: خبرِ واحد وہ ہے جس کو ایک راوی نے ایک راوی سے یا ایک راوی نے جماعت سے یا جماعت نے ایک راوی سے نقل کیا ہو۔

خبرِ واحد کا حکم:

خبرِ واحد احکامِ شرعیہ میں عمل کو ثابت کرتی ہے۔ بشرطیکہ راوی مسلمان ہو عادل ہو حافظ ہو اور عاقل ہو اور وہ ہم تک پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی شرط کے ساتھ۔

س: راوی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: راوی کی دو قسمیں ہیں۔

(1) جو علم اور اجتہاد کے ساتھ معروف ہو جیسے خلفاء اور عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن مبارک اور عبداللہ بن عمر اور زید بن ثابت اور معاذ بن جبل۔

(2) وہ راوی جو حفظ و عدالت میں مشہور ہو اجتہاد اور فتووں میں مشہور نہ ہو۔

اللّٰھم زد فزد

19/12/23

Date

دونوں قسموں کے راویوں کا علم سے ثابت شدہ روایت کا حکم نیز مثال؟

پہلی قسم :- کے راویوں کی روایت جو تک صحیح طریقے سے پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تو قیاس اس کے مقابلہ میں اس پر عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہے۔

مثال نمبر:01؛

اس وجہ سے قے کی صورت میں وضو ٹوٹنے کے بارے میں امام محمد نے قیاس کو چھوڑ کر اور اعرابی کی حدیث کو اختیار کیا۔

حکم؛

دوسری قسم والے راویوں نے روایت کی صحت ثابت ہو جائے تو دیکھیں گے کہ قیاس کے موافق ہے یا مخالف اگر قیاس اس کے موافق ہے تو اس پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر قیاس اس کے مخالف ہو تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا۔ حدیث پر عمل کے مقابلہ میں۔

س: خبر واحد کو قبول اور رد کرنے کی وجہ تحقیق کیا ہے؟

ج: اس بات کی تحقیق حضرت علی کی روایت ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ یا عہد صحابہ کے راویوں کی تین قسمیں ہیں۔

(1)۔ روایت کرنے والا مومن مخلص ہوگا۔ یہ وہ ہوگا جس نے حضور کی صحبت اختیار کی ہوگی۔ اور آپ کے کلام کا مفہوم سمجھا ہوگا۔

(2)۔ روایت کرنے والا دیہاتی ہوگا۔ یہ وہ ہوگا۔ جو کسی قبیلے سے آیا ہے آپ کا کچھ کلام سنا لیکن حقیقت کلام کو سمجھ نہ سکا اور اپنے قبیلے کی طرف لوٹا اور حضور کے الفاظ کے بغیر روایت کر دیا۔ جس سے معنی بدل گیا۔ حالانکہ اس کے خیال میں معنی نہیں بدلا۔

(3)۔ روایت کرنے والا منافق ہوگا۔ یہ وہ ہوگا۔ جس کی منافقت غیر معروف تھی اس نے بغیر روایت کیا اور جھوٹ باندھا اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور ایسے مخلص مومن خیال کیا اور حدیث کو آگے روایت کر دیا۔ اور یہ حدیث لوگوں میں مشہور ہو گئی۔

نتیجہ:-

مذکورہ باتوں کی وجہ سے خبر واحد کو قرآن کریم اور حدیث مشہور پر پیش کرنا ضروری ہے

س: اگر خبر واحد ظاہر کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جاتا اسکی کیا وجہ ہے نیز مخالف ظاہر کی کوئی صورت بیان کریں؟

ج: خبر واحد میں ظنیت ہوتی ہے۔ لہٰذا جب یہ ظاہر کے خلاف ہوگی۔ تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

مخالف ظاہر کی صورت: مخالف ظاہر کی صورت یہ ہے کہ خبر واحد کا مشہور نہ ہونا ہے اس سند میں جو صحابہ اور تابعین کے زمانے میں عام طور پر جانی جاتی ہے۔ کیونکہ حضور کی سنت احادیث کی پیروی کرنے میں کوتاہی کیسا تو متحمل ہی نہیں ہے۔ جب خبر واحد جب خبر واحد شدت حاجت اور عموم بلوی کے باوجود مشہور نہیں ہوئی۔ تو یہ خبر واحد کے صحیح نہ ہونے کی علامت ہوگی۔

فصل: خبر واحد

س: خبر واحد کتنے اور کون کونسے جگہ پر حجت ہے مع امثلہ؟

ج: خبر واحد چار جگہوں پر حجت ہے۔

~~1) خالص اللہ کا حق ہو کہ جس میں کسی دوسرے آدمی پر صرف کوئی چیز لازم کی ہوں~~

01) خالص اللہ کا حق ہو عقوبت نہ ہو۔

02) خالص بندے کا حق ہو کہ جس میں کسی دوسرے آدمی پر صرف کوئی چیز لازم ہو۔

03) خالص بندے کا حق ہو جس میں بالکل الزام نہ ہو۔

04) خالص بندے کا حق ہو جس میں دوسرے پر من وجہ الزام ہو۔

س: خبر واحد کو قرآن پر پیش کرنے کی مثال؟

ج: خبر واحد من مس الذکر فلیتوضأ جب ہم نے اس حدیث خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کیا۔ تو یہ حدیث اللہ کا فرمان فیہ رجال یحبون ان یتطہروا کے مخالف نکلی۔

وضاحت: مخالف اس لئے کہ وہ اس سے استنجاء کیا کرتے تھے پھر وہ پانی سے دھوتے تھے اگر مس الذکر حدیث ہوتا تو استنجاء بالماء ناپاک کرنا ہوتا۔ ناکہ مطلق طور پر پاک کرنا۔

Date

س: خبر واحد کو حدیث مشہور پر پیش کرنے کی مثال:

ج: خبر واحد کو حدیث مشہور پر پیش کرنے کی مثال (خبر واحد) ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کی روایت ہے اور حدیث مشہور حضور کا فرمان: البینہ علی المدعی والیمین علی من ... کے مخالف ہے۔

(2)

(15)

مثالیں:

پہلی صورت:- میں خبر واحد قبول کی جائے گی۔ مثال:- نبی کریم نے رمضان کے چاند کے سلسلے میں ایک اعرابی دیہاتی کی شہادت قبول فرمائی۔

دوسری صورت:-

اس صورت میں خبر واحد کے قبول کیلئے عدد اور عدالت شرط ہوگی۔ مثال:- لوگوں کا باہمی جھگڑے ہیں۔ جیسے بیوع اور اشراء وغیرہ میں۔

تیسری صورت:

اس میں خبر واحد مقبول ہوں خواہ وہ عادل ہو یا فاسق مثال باہمی معاملات جیسے وکالت۔

چوتھی صورت:-

اس میں خبر واحد کے قبول کیلئے امام اعظم کے نزدیک عدد یا عدالت شرط ہوگی۔ مثال وکیل کو معزول کرنا اور غلام کو تصرف سے روکنا۔

(5)

مثال:- 6

حضرت ابوھریرہ نے روایت کی الوضوءُ مِمَّا مَسَّتْهُ النارُ یعنی جس چیز کو آگ پہنچے اس سے وضو ہو جاتا ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابوھریرہ سے کہا اگر ہم گرم پانی سے وضو کریں تو کیا اس کے بعد پھر وضو کریں گے۔ تو اس پر حضرت ابوھریرہ خاموش ہو گئے تو ابن عباس نے قیاس کے ساتھ اس روایت کو رد کیا۔

س: راویوں کے حالات مختلف ہونے کے اعتبار سے خبر واحد پر عمل کیلئے کیا شرط ہے؟

راویوں کے حالات مختلف ہونے کے اعتبار سے خبر واحد پر عمل کرنے کیلئے تین شرطیں ہیں۔

(1) خبر واحد قرآن پاک کے مخالف نہ ہوں۔

(2) خبر واحد حدیث مشہور کے مخالف نہ ہوں۔

(3) خبر واحد قیاس ظاہر کے خلاف نہ ہوں۔

Date

نوٹ:۔

ان شرائط لگانے کی وجہ سے حضور کا فرمان ہے حضور نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے پاس بکثرت احادیث آئیں گی لہٰذا جب تمہارے سامنے کوئی حدیث پیش کی جائے تو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو اگر اس کے موافق ہوں تو قبول کرو اور اگر خلاف ہو تو رد کر دو۔

البحث الثالث اجماع

س: اجماع کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان فرمائیں؟

ج:۔ اجماع کا لغوی معنی:۔

پختہ ارادہ کرنا، عزم کرنا اور اتفاق ہے۔

اصطلاحی معنی:۔

(۱):۔ ہر زمانے کے عادل اور مجتہد علماء اہل سنت کا کسی حکم پر متفق ہو جانا۔

(۲):۔ کسی ایک زمانے میں امتِ محمدیہ کے مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصول کے بعد اتفاق کر لینے کا نام اجماع ہے۔

(۳):۔ کسی زمانے کے تمام فقہاء کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانا اجماع ہے۔

سوال:۔ اجماع کی شرعی حیثیت / حکم اور اجماع کی اقسام بیان فرمائیں؟

ج:۔ حضور کے وصالِ ظاہر کے بعد اس امت کا فروعِ دین میں اجماع حجت ہے کہ جس پر عمل کرنا شرعاً واجب ہے۔ اس امت کے اعزاز کی وجہ سے۔

• اجماع کی چار قسمیں ہیں:۔

(۱) صحابہ کرام کا کسی نئے مسئلہ پر واضح الفاظ کے ساتھ اجماع۔

(۲)۔ صحابہ کرام کا اجماع بعض کی صراحت اور بعض کے رد کرنے کی طرف سے سکوت کے ساتھ ہوا ہو۔

(۳)۔ صحابہ کرام کے بعد والے (تابعین) کا اجماع ایسے مسئلے میں جس میں جس میں صحابہ کا قول موجود نہ ہو۔

(۴)۔ اجماع صحابہ کرام کے اقوال میں سے کسی قول پر ہوا ہو۔

Date

س: اجماع کی ان قسموں کا حکم/حیثیت بیان فرمائے؟

ج: پہلی قسم: کا اجماع اعتقاد اور عمل میں قرآن کی آیات کی طرح ہے۔
دوسری قسم: کا اجماع حدیث متواتر کی طرح قطعی ہوتا ہے۔
تیسری قسم: کا اجماع حدیث مشہور کی طرح ہے۔ جس میں اطمینان حاصل ہوتا ہے نہ کہ علم یقین
چوتھی قسم: کا اجماع صحیح خبر واحد کی طرح ہے جس پر عمل واجب ہوتا ہے نہ کہ علم۔

س: فقیہہ میں کون سا اجماع معتبر ہے؟

ج: فقیہہ میں اہل رائے اور مجتہدین کا اجماع معتبر ہے عام لوگوں اور اور متکلم اور ایسے محدث کا اجماع معتبر نہیں جسے اصول فقہ میں بصیرت حاصل نہ ہو۔

س: اجماع کی کوئی اور بھی قسم ہے۔ اگر ہے تو بیان فرمائیں مع وضاحت؟

ج: جی ہاں اجماع دو طرح کا ہوتا ہے۔ 1) اجماع سندی 02) اجماع مذہبی

وضاحت:-
اجماع سندی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک زمانے کے سب علماء کا اجماع۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔ جس کا ذکر حاصل ہو چکا۔

اجماع مذھبی:-
کسی حکم پر بعض مذہب مجتہدین کا اجماع۔

س: اجماع مذھبی کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج: اجماع مذھبی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ 1) اجماع مرکب 02) اجماع غیر مرکب۔

س: اجماع مرکب کی تعریف مع مثال:-

اجماع مرکب یہ ہے جب کسی نئے پیدا ہونے والے مسئلے کے حکم پر مجتہدین متفق ہو جائیں۔ لیکن حکم کی علت میں ان کے درمیان اختلاف ہو۔

مثال:-
کسی شخص کو قے آئی، اور اس نے عورت کو ہاتھ بھی لگایا۔ تو احناف اور شوافع دونوں کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا۔ مگر ہمارے نزدیک اس کی علت قے کرنا اور امام شافعی کے نزدیک عورت کو ہاتھ لگانا ہے۔

Date

س: کیا کبھی اس اجماع مرکب کی حیثیت ختم ہو سکتی ہے؟

ج: جی ہاں اگر علتوں میں فساد ظاہر ہو جائے تو اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی دلیل شرعی سے ثابت ہو جائے کہ قے ناقض وضو نہیں ہے۔ تو امام اعظم کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا قے کی وجہ سے۔

اور امام شافعی کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹے گا اگر کسی دلیل شرعی سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ مس امرأۃ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

فصل عدم القائل بالفصل

س: اجماع مرکب کی قسم ہے؟

ج: جی ہاں اجماع مرکب کی ایک قسم عدم القائل بالفصل ہے۔

س: عدم القائل بالفصل کی تعریف / مطلب بیان فرمائیں؟

ج: عدم القائل بالفصل کا مطلب:

دو اختلافی مسئلے ہوں۔ اور دونوں مسئلوں میں سے جو بھی مسئلہ کسی کے نزدیک ثابت ہو گا تو دوسرا مسئلہ فوراً ثابت ہو جائے

س عدم القائل بالفصل کی اقسام نزدیک ان کی شرعی حیثیت بیان فرمائیے

ج عدم القائل بالفصل کی دو قسمیں ہیں۔

(1) دونوں مسئلوں میں منشاء اختلاف ایک ہو

(2) دونوں مسئلوں میں منشاء اختلاف الگ الگ ہو

* علماء

* پہلی قسم حجت ہے

* دوسری قسم حجت نہیں ہے

* پہلی قسم کی مثال:

یہ ایک قاعدہ ضابطہ سے نکال ہو وہ شرعی مسائل ہیں جن کو علماء

مثال قاعدہ تصرفات شرعیہ سے نہی اس کی مشروعیت
فانی

Date

کو ثابت رکھتی ہے۔ اس وجہ سے ہم نے کہا یوم النحر (یعنی قربانی کے دن کے روزے کی منت/نزر صحیح ہے۔ اور بیع فاسدہ ملکیت کا فائدہ دیتی ہے۔
یہ دونوں مسئلے ایک ہی قاعدے سے ثابت ہے (قاعدہ بیان ہوچکا)

دوسری قسم کی مثال:-

اگر قے ناقض وضو ہے تو بیع فاسد سے بھی ملک حاصل ہوجاتی ہے۔

نوٹ:- یہ دونوں مسئلے الگ الگ قاعدے سے ثابت ہیں۔

پہلا مسئلہ اس قاعدے (جو غیر سبیلین سے نکلے وہ ہمارے نزدیک ناقض وضو ہے) سے ثابت ہے۔

دوسرا مسئلہ قاعدہ جو اوپر گزر چکا اس سے ثابت ہے۔

س مجتہد اگر کسی نئے مسئلہ کا حکم تلاش کرنا چاہے۔ تو اس کی ترتیب کیا ہے مع مثال

مثال؟

ج مجتہد اگر کسی مسئلہ کا حکم تلاش کرنا چاہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ وہ سب سے پہلے کتاب اللہ سے اُس کا حکم تلاش کرے۔ اگر حکم نہ ملے تو پھر سنتِ رسول سے اس کا حکم تلاش کرے اگر حکم نہ ملے پھر اجماع سے پھر قیاس سے اگر اس مسئلہ کا حکم کتاب اللہ یا سنتِ رسول میں مل گیا تو مجتہد کے لیے کوئی گنجائش نہیں کہ رائے/اجماع پر عمل کرے کہ نص پر عمل کے ممکن ہونے کی صورت میں۔

مثال:-

اگر کسی آدمی پر جنگل یا صحراء میں قبلہ مشتبہ ہوگیا پھر اگر کسی عادل آدمی نے خبر دی کہ فلاں طرف قبلہ ہے تو پھر اب اس کے لئے تحرّی کرنا جائز نہیں کیونکہ تحرّی کرنا قیاس ہے اور قیاس کے مقابلے میں عادل کی خبر نص کے درجہ میں ہوتی اور نص کے ہوتے ہوئے قیاس پر عمل کرنا جائز نہیں ہوگا۔

ما شاء اللہ
23/12/23

س: شبہ کی تعریف نیز ان کی اقسام کی تعریف؟

شبہ کی تعریف:-

ج: شبہ وہ چیز ہے جو ثابت شدہ چیز کے مشابہ ہو مگر وہ چیز ثابت نہ ہو۔
شبہ کی دو قسمیں ہیں ① شبہ فی المحل ② شبہ فی الظن۔

شبہ فی المحل:-

کسی دلیل سے کسی چیز کی حلت یا حرمت ثابت ہو رہی ہو لیکن کسی مانع کی وجہ سے اس دلیل کا اثر ظاہر نہ ہو اور دلیل شرعی اس چیز کے حلال ہونے میں شبہ پیدا کرے۔ جو حلال نہیں یا اس چیز کے حرام ہونے میں شبہ پیدا کر دے جو حرام نہیں۔

شبہ فی الظن:-

انسان اس چیز کو دلیل سمجھے جو نفس الامر میں دلیل نہیں۔

س: شبہ فی المحل شبہ فی الظن سے زیادہ قوی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر شبہ فی المحل پائے جائے تو ظن کا اعتبار ساقط ہو جائے گا اس بات کی مثال سے وضاحت فرمائیں؟

ج: مثال:-

ایک شخص نے اپنے بیٹے کی لونڈی سے جماع کیا تو اس پر حد نہیں لگے گی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ لونڈی مجھ پر حرام ہے یہاں یہاں اسے اس بات کا شبہ ہو کہ یہ لونڈی اس کی ملکیت ہے۔ اور یہ شبہ ایک نص کی وجہ سے ہو حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ، گویا کہ باپ نے سمجھا کہ لونڈی اس کی ملکیت ہے اور دوسری طرف اس کا گمان ہے کہ یہ مجھ پر حلال یا حرام ہے شبہ اس کی اپنی رائے سے پیدا ہو اور یہ شبہ کہ لونڈی اس کی ملکیت ہے۔ یہ شبہ بالمحل ہے۔ اور یہ نص سے ثابت ہوا اور نص کو رائے پر ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا اس شبہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس پر حد نہیں لگائیں گے۔

۵۶

Date

س جب دو دلیلوں میں تعارض ہوجائے تو تعارض کو دور کرتے کا کیا ہے؟

ج: اگر دو آیتوں میں اس طرح تعارض ہوجائے کہ کسی ایک کو ترجیح حاصل نہ ہو تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور اگر دو حدیثوں میں تعارض پیدا ہو تو آثارِ صحابہ اور قیاسِ صحیح کی طرف رجوع کریں گے۔ پھر جب مجتہد کے نزدیک دو قیاس کا متعارض ہو جائے تو وہ غور و فکر کرکے ایک پر عمل کرے گا کیونکہ قیاس سے کمتر/نیچے کوئی دلیلِ شرعی نہیں جس کی طرف قیاس کو پھیریں۔

مثال:-

جب مسافر کے پاس دو برتن ہو پانی کے ایک پاک اور ایک نجس تو ان میں غور و فکر نہیں کرے۔ بلکہ تیمم کرے اور اگر دو کپڑے ہو ایک پاک اور ایک نجس تو ان میں غور و فکر کرے کیونکہ پانی کا بدل/نائب موجود ہے لیکن کپڑے کا نائب/بدل موجود نہیں جو کی طرف رجوع کریں۔

نتیجہ:-

رائے یا قیاس پر اس وقت پر عمل کریں گے جب کوئی دوسری دلیلِ شرعی موجود نہ ہو۔

س اگر غور و فکر کو عمل کے ساتھ عمل کو تاکید حاصل ہو جائے۔ تو وہ محض دوسری تحری سے ٹوٹتا ہے اس کی وضاحت فرمائیں مع مثال؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک مرتبہ تحری پر عمل کر لیا گیا تو اسے مؤکد ہونے والی صورت کی بنیاد پر نہیں چھوڑا جائے گا جیسے مثال دو کپڑوں میں تحری کی اور ایک کے ساتھ نمازِ ظہر پڑھ لی پھر عصر کے وقت تحری/غور و فکر سے دوسرے کپڑے کا ہونا معلوم ہو تو عصر کی نماز دوسرے کپڑے میں جائز نہیں۔

ماشاءاللہ
3/1/24

"البحث الرابع فی القیاس"

س: قیاس کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور قیاس کا حکم بیان کریں؟

ج: قیاس کا لغوی معنی:- اندازہ کرنا۔

اصطلاحی معنی:- حکم کو اصل سے فرع کی طرف متعدی کرنا اور منتقل کرنا ایسی علت کی وجہ سے جس میں اصل اور فرع دونوں متحد ہوں۔

قیاس کا حکم:

قیاس شرعی دلائل میں سے ایک دلیل (حجت) ہے اور قیاس پر بھی عمل کرنا واجب ہے بشرطیکہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سے وہ مسئلہ ثابت نہ ہو۔

نوٹ:- قیاس کے لئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(1) مقیس ( ) (2) مقیس علیہ (3) علت (4) حکم۔

وضاحت:-

1) جس چیز کو قیاس کیا جاتا ہے اس کو فرع کہتے ہیں۔

2) جس چیز کے اوپر قیاس کیا جاتا ہے اس کو مقیس علیہ اور اصل کہا جاتا ہے۔

3) جو چیز مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان مشترک ہو اس کو علت کہا جاتا ہے۔

4) جو اس علت کے برابر مرتب ہوتا ہے اس کو حکم کہا جاتا ہے۔

س: کیا قیاس حدیث رسول اور آثار صحابہ و تابعین سے ثابت ہے۔ وضاحت مع مثال؟

ج: جی ہاں قیاس حدیث سے ثابت ہے۔ ~~اور آثار صحابہ~~ اور اس سلسلے میں صحابہ کرام اور تابعین کی روایات بھی موجود ہیں، حضور نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ اے معاذ کس چیز کے ساتھ فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ کی حدیث کے ساتھ فیصلہ کرو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو حضرت معاذ نے عرض کیا۔ اپنی رائے سے ~~قیاس~~ اجتہاد (قیاس) کروں گا۔ اس پر حضور نے ان کے فیصلے کو صحیح قرار دیا اور اللہ کا شکر ادا فرمایا۔

Date

فصل: شروط صحة القياس

س: قیاس کے صحیح ہونے کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں؟

ج: قیاس کے صحیح ہونے کیلئے پانچ شرائط ہیں۔

1) قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو۔

2) قیاس احکام نص میں سے کسی حکم میں تبدیلی کو متضمن (شامل) نہ ہو۔

3) جس حکم کو اصل سے فرع کی طرف متعدی کیا گیا ہے۔ وہ ایسا حکم نہ ہو جس کی علت عقل میں آنے والی نہ ہو۔

4) علت (تعلیل) بیان کرنا حکم شرعی کے لیے ہو حکم لغوی کے لیے نہ ہو۔

5) فرع پر کوئی نص وارد نہ ہو۔

نوٹ: یہاں سے وہ مثال بیان کی جائے گی جس میں شرط

س: پہلی شرط (یعنی قیاس نص کے مقابلے میں نہ ہو) کی مثال:

ج: نص کے مقابلہ میں قیاس کی مثال:

اس واقعے میں ہے جو نقل کیا گیا ہے۔ کہ حضرت حسن بن زیاد سے نماز میں قہقہہ کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ سائل نے کہا، اگر کوئی نماز میں پاک دامن عورت پر تہمت لگائے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ باوجودیکہ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا بڑا حرام ہے۔ تو قہقہہ سے وضو کیسے ٹوٹے گا۔ حالانکہ وہ قذف سے کم ہے۔ پس یہ قیاس نص کے مقابلے میں ہے۔ اور نص حدیث اعرابی ہے۔

س: دوسری شرط (یعنی قیاس کی وجہ سے نص کے احکام میں کوئی تبدیلی نہ ہو) کی مثال بیان کریں؟

ج: احکام نص میں حکم کی تبدیلی کی مثال:

تیمم پر قیاس کرتے ہوئے وضو میں نیت کی شرط کا قول کرنا، آیت تیمم کو مطلق (اطلاق) سے مقید (تقیید) میں بدلنے کا باعث ہے گویا کہ یہ ایسا قیاس ہے۔ جو نص کے احکام میں سے کسی حکم کو بدل رہا ہے۔

Date

س تیسری شرط (یعنی اصل سے فرع کی طرف جانے والا حکم [علت] عقل کے خلاف نہ ہو) کی مثال بیان فرمائیں

ج: علت عقل میں آنے والی نہ ہو گی مثال:

کوئی شخص نبیذ تمر [کھجور کی نبیذ] پر قیاس کرتے ہوئے دیگر نبیذوں سے وضو جائز قرار دے تو یہ قیاس صحیح نہیں کیونکہ پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے نبیذ تمر سے وضو کرنا قیاس کے خلاف ہے۔ اور جو چیز قیاس کے خلاف ہو اس پر دوسری بات کو قیاس نہیں کیا جا سکتا لہٰذا نبیذ تمر سے وضو کرنا کیونکہ خلاف قیاس نص سے ثابت ہے۔ تو اس پر دوسری نبیذوں کو قیاس کرتے ہوئے وضو جائز قرار نہیں دیا جائے گا۔

س چوتھی شرط یعنی علت [حکم] بیان کرنا امر شرعی کے لیے ہو نہ کہ امر لغوی کیلئے) کی مثال؟

ج: علت بیان کرنا امر لغوی کیلئے مثال:

شوافع کے قول میں ہے کہ انگور کے جس شیرے کو پکا کر آدھا [نصف] کر لیا گیا ہو وہ خمر ہے۔ اور خمر کو خمر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عقل کو چھپا دیتی ہے۔ لہٰذا اگر مذکورہ شیرے کے علاوہ کوئی شیرہ عقل کو چھپا دے وہ بھی خمر ہوگا۔ بذریعہ قیاس اور یہ قیاس درست نہیں کیونکہ یہ قیاس امر لغوی میں ہے۔ نہ کہ امر شرعی میں۔

س پانچویں شرط یعنی فرع [مقیس] پر کوئی نص وارد نہ ہو) کی مثال:

ج فرع پر نص وارد ہونے کی مثال:

اگر کوئی شخص کفارہ قتل پر قیاس کرتے ہوئے کہے کہ قسم اور ظہار کے کفارہ میں کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں۔ تو یہ قیاس غلط ہے۔ کیونکہ کفارہ قتل کے بارے میں غلام کا مومن ہونے کی شرط ہے۔ فتحریر رقبۃ مؤمنۃ جب کہ قسم اور ظہار کے بارے میں نص مطلق ہے۔ لہٰذا کفارہ قتل پر قیاس کرنے کی صورت میں دوسری نص یعنی مطلق کا ابطال لازم آئے گا۔

ماشاء اللہ

اللہ کریم آپ کو باعمل بنائے آمین

ماشاء اللہ

بہت اعلیٰ مدنی ...